اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ

جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ
لاہور

بانی
قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدّثِ کبیر حضرت مولانا
سیّد حامد میاں قدس سرہٗ

بفیضانِ نظر
محمود الملة والدین شیخ الحدیث حضرت مولانا
سیّد محمود میاں قدس سرہٗ

فروری
2026ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

جلد : ۳۴	شعبان المعظم ۱۴۴۷ھ / فروری ۲۰۲۶ء	شمارہ : ۲

بیاد : قطب الاقطاب عالم ربانی محدث کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاںؒ

فیضانِ نظر : محمود الملّة و الدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ

مولانا نعیم الدین صاحب (مدیرِ اعلیٰ)	مولانا عکاشہ میاں صاحب (مدیرِ مسئول)
مولانا محمد عابد صاحب (نائب مدیر)	ڈاکٹر محمد امجد صاحب (مدیرِ منتظم)

بدلِ اشتراک	ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے
پاکستان فی پرچہ 50 روپے ...... سالانہ 600 روپے	''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات ..... سالانہ 90 ریال	موبائل : 0333 - 4249301
برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 20 ڈالر	موبائل : 0323 - 4250027
امریکہ .... سالانہ 30 ڈالر	موبائل : 0333 - 4249302
جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس	جازکیش نمبر : 0304 - 4587751
www.jamiamadniajadeed.org	دارالافتاء کا ای میل ایڈریس اور وٹس ایپ نمبر
jmj786_56@hotmail.com	darulifta@jamiamadniajadeed.org
Whatsapp : +92 333 4249302	Whatsapp : +92 321 4790560

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۷
سیرتِ مبارکہ ... مکہ مکرمہ کا محلِ وقوع اور اہمیت	حضرت اقدس مولانا سید محمد میاں صاحبؒ	۱۳
پاکستان میں نفاذِ شریعت کے لیے اقدامات	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۷
خطباتِ سید محمود میاںؒ ..ٹریفک قوانین کی پاسداری	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ	۲۰
رمضان کی آمد پر نبی کریم ﷺ کا خطبہ استقبالیہ		۲۶
فضیلت کی راتیں	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۲۸
درسِ حدیث ..... رسول اللہ ﷺ کا معجزہ	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ	۳۴
قائد جمعیۃ کا قومی اسمبلی میں ولولہ انگیز خطاب	حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب	۴۱
اٹھارہ سال سے کم عمر کی شادی کا قانون	مولانا محمد عابد صاحب	۵۱
جامعہ مدنیہ جدید میں تقریب تکمیلِ بخاری شریف	مولانا عکاشہ میاں صاحب	۵۶
نتائج سالانہ امتحان دورہ حدیث شریف ۱۴۴۷ھ		۵۹
اخبار الجامعہ	ڈاکٹر محمد امجد صاحب	۶۳
موت العالم موت العالم !		۶۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

بحرانوں میں گھرا پاکستان اور ہماری اجتماعی ذمہ داری

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

آج وطنِ عزیز پاکستان جن سنگین مسائل اور ہمہ گیر بحرانوں کی لپیٹ میں ہے اس کی مثال ماضی میں کم ہی ملتی ہے، حالات کی رفتار کچھ یوں ہے کہ ہر گزرتا دِن کسی قدر آسان اور آنے والا دِن مزید دشوار دکھائی دیتا ہے ! ملک بھر میں امن وامان کی ابتر صورتحال نے عام شہری سے سکونِ قلب چھین لیا ہے، اربوں اور کھربوں روپے امن کے نام پر خرچ ہونے کے باوجود خوف، بے یقینی اور اضطراب معاشرے پر مسلط ہیں، جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ مسئلہ صرف وسائل کا نہیں بلکہ سمت اور نیت کا بھی ہے ! جب فیصلے شفاف نہ ہوں، بااختیار طبقہ جواب دہی سے آزاد ہو اور مظلوم کی فریاد ایوانوں تک نہ پہنچ پائے تو امن محض ایک نعرہ بن کر رہ جاتا ہے ! اسلامی تعلیمات ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ عدل وانصاف کے بغیر امن کا قیام ممکن نہیں۔ آج ہماری معیشت سودی نظام، بیرونی دباؤ، عالمی مالیاتی اداروں کی شرائط کے تابع اور بیرونی امداد کی بیساکھیوں کے سہارے کھڑی ہے، جو کسی بھی خودمختار ریاست کے لیے باعثِ تشویش ہے !

اس صورتِ حال کے نتیجہ میں غریب مزید غریب اور طاقتور مزید طاقتور ہوتا جا رہا ہے۔ قرآنِ کریم نے جس معاشی توازن، کفایت شعاری اور اجتماعی عدل وانصاف کا حکم دیا ہے ہم اس سے

دن بدن دور ہوتے جا رہے ہیں ! عوام کی اکثریت ایسے دشوار حالات میں زندگی گزارنے پر مجبور ہے جہاں بنیادی ضروریات کا حصول بھی ایک مستقل جدوجہد بن چکا ہے ! چھوٹی صنعتوں کی مسلسل بندش اور بڑی صنعتوں میں غیر یقینی روزگار نے نچلے اور متوسط طبقے کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے ! بے روزگاری، مہنگائی اور معاشی عدم استحکام نے پورے معاشرے کو اعصابی تناؤ میں مبتلا کر دیا ہے جبکہ ہر سمت مایوسی کے سائے گہرے ہوتے جا رہے ہیں رسول اللہ نے فرمایا اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ محنت کرنے والا اللہ رب العلمین کا دوست ہے ! آج اسی محنت کش کو سب سے زیادہ نظر انداز کیا جا رہا ہے وہ طبقہ جو ریاست کی اصل طاقت ہوتا ہے، دو وقت کی روٹی کے لیے محتاج نظر آتا ہے ! مہنگائی، بے روزگاری اور ناانصافی نے پورے معاشرے کو اعصابی تناؤ اور مایوسی میں دھکیل دیا ہے، حکومتی سطح پر اسراف، پالیسیوں میں تذبذب اور فیصلہ سازی کی سست روی نے اس مایوس کن فضا کو مزید بوجھل بنا دیا ہے جمہوری نظام میں قومی معاملات کے حل کے لیے پارلیمنٹ، سینٹ اور دیگر آئینی فورمز کو کلیدی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ پاکستان میں یہ تمام ادارے بظاہر موجود تو ہیں مگر عملاً بے اثر اور غیر فعال نظر آتے ہیں قوم یہ سوال کرنے پر مجبور ہے کہ ہمارے مستقبل سے جڑے فیصلے آخر کون کرتا ہے، کہاں ہوتے ہیں اور کس بنیاد پر طے پاتے ہیں ؟

جب منتخب ادارے بے اختیار ہوں اور عوامی رائے کو نظر انداز کیا جائے تو اس کا نتیجہ بداعتمادی اور انتشار کے سوا کچھ نہیں نکلتا ! ضرورت اس امر کی ہے کہ حکمران طبقہ اللہ کے حضور جواب دہی کا احساس زندہ کرے، قومی پالیسیوں کو پارلیمانی مشاورت سے طے کرے اور جمہوری اداروں کو حقیقی معنوں میں بااختیار بنائے ! امن و امان اور روزگار کے مواقع پیدا کرنا محض ریاستی فریضہ ہی نہیں بلکہ ایک دینی و اخلاقی ذمہ داری بھی ہے، عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے بننے والی پالیسیاں ہی قوم کو مایوسی سے نکال سکتی ہیں ! اگر ہم نے اب بھی عدل، دیانت اور شوریٰ کے اسلامی اصولوں کو اختیار نہ کیا تو اندیشہ ہے کہ یہ بحران مزید گہرے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اجتماعی طور پر درست سمت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

پاکستان اس وقت محض سیاسی یا معاشی نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر اخلاقی بحران سے گزر رہا ہے ایسے نازک دور میں اہلِ اقتدار، اہلِ دانش اور دینی طبقے سب پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حق گوئی، عدل اور امانت کے اصولوں کو زندہ کریں ! یہ سطور محض تنقید نہیں بلکہ اصلاحِ احوال کی ایک سنجیدہ دعوت ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک فیصلے عوامی نمائندہ اداروں کے ذریعے، اسلامی اصولِ شوریٰ اور جواب دہی کے ساتھ نہیں ہوں گے، اس وقت تک مسائل کا پائیدار حل ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو حقیقی امن، عدل اور استحکام نصیب فرمائے۔

محمد عابد

٧ر شعبان المعظم ھ/ ٢٧ر جنوری ٢٠٢٦ء

۞ ۞ ۞

﴿ شبِ براءت کی مسنون دعا ﴾

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کو میں نے شبِ براءت سجدہ میں یہ دعا کرتے سنا

اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَآ اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

''اے اللہ ! میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کے عفو وکرم کے صدقے آپ کی سزا سے اور میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کی رضا کے صدقے آپ کی ناراضگی سے اور میں آپ کی ہی پناہ طلب کرتا ہوں آپ کی پکڑ سے، آپ کی ذات بزرگی والی ہے، میں آپ کی تعریف کا حق ادا نہیں کرسکتا آپ تو ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی تعریف کی ہے''

صبح کو میں نے آپ سے ان دعاؤں کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ ان دعاؤں کو یاد کرلو اور دوسروں کو بھی ان کی تعلیم دو کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ دعائیں سکھائیں اور کہا کہ سجدہ میں یہ مکرر سہ کرر پڑھی جائیں''

(ما ثبت بالسنۃ ص ١٧٣)

مولای صل وسلم دائما ابدا درس حدیث علی حبیبک خیر الخلق کلھم

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ کا مجلس ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' شارع رائیونڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

دوسروں کے اعمال کا تم سے سوال نہ ہوگا ! بقدرِ امکان حسنِ ظن رکھنا چاہیے !
میدانِ جہاد میں پہرہ دار کے خاص اجر کی وجہ !
آدمی سے نہیں اُس کے برے کام سے نفرت کرو !

(درسِ حدیث نمبر ۱۲ ۲۵؍ ذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ/ ۲۵؍ستمبر ۱۹۸۱ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

ایک صحابی ہیں وہ نقل فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے جنازے میں تشریف لے گئے فَلَمَّا وُضِعَ جب وہ جنازہ سامنے رکھا گیا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا لَا تُصَلِّ عَلَیْہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اس کی نماز جناب نہ پڑھائیں فَاِنَّہٗ رَجُلٌ فَاجِرٌ اس واسطے کہ یہ اچھا آدمی نہیں تھا، یہ تو برا آدمی تھا ! فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلَی النَّاسِ جنابِ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے فَقَالَ آپ نے دریافت فرمایا هَلْ رَآہُ اَحَدٌ مِّنْکُمْ عَلٰی عَمَلِ الْاِسْلَامِ کیا تم میں سے کسی نے اسے کوئی اسلامی کام کرتے دیکھا ہے ؟ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (ایک صاحب نے عرض کیا) میں نے دیکھا ہے اسے حَرَسَ لَیْلَۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ایک معرکے میں اس نے رات کا پہرہ دیا تھا میدانِ جہاد میں !

فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اُس کی نماز پڑھا دی اور جنازے میں شرکت فرمائی، قبر پر تشریف لے گئے وَحَثّٰی عَلَیْہِ التُّرَابَ اس کی قبر پر مٹی ڈالنے میں خود شرکت فرمائی، مٹی خود بھی ڈالی اور یہ فرمایا اَصْحَابُکَ یَظُنُّوْنَ اَنَّکَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ تیرے ساتھی یہ سمجھتے ہیں کہ تو جہنمی ہے وَاَنَا اَشْھَدُ اَنَّکَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے ! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سمجھایا قَالَ یَا عُمَرُ اِنَّکَ لَا تُسْأَلُ عَنْ اَعْمَالِ النَّاسِ تم سے قیامت کے دن لوگوں کے کاموں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا کہ فلاں نے کیا کیا تھا ؟ یہ بات سن لو یہ نہیں ہوگا وَلٰکِنْ تُسْأَلُ عَنِ الْفِطْرَۃِ [1]

لیکن تم سے سوال ہوگا اسلام کے بارے میں اور اگر دوسروں کے بارے میں سوال ہوگا بھی تو وہ بھی یہی ہوگا، ایمان کی گواہی دی یا نہیں دی، زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا ورنہ تم سے دوسروں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا، تمہیں اپنے اوپر نظر رکھنی چاہیے، اپنے دین اور اپنے اعمال پر ! !

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ :

ہوتا ایسے ہے کہ بہت سی چیزیں انسان کی سمجھ میں یوں آتی ہیں کہ فلاں آدمی یہ غلط کر رہا ہے اور شبہ پیدا ہو جاتا ہے وہ شبہ تقویت پکڑ لیتا ہے !

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے روانہ فرمایا ایک جگہ وہاں ایک چیز اس طرح کی پیش آئی کہ دوسرے صحابہ کرام جو تھے انہیں شک گزرا اور وہ شک تقویت پکڑ گیا ! دلیل تھی، غلط کام تھا، ناجائز کام تھا (ان شک کرنے والوں میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی بھی تھے) ! یہ جب (آپ کو مدینہ میں) فتح کی اطلاع دینے آئے تو انہوں نے آکر یہ بتایا کہ ایسے ایسے ہوا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا ! گویا بالکل ناجائز ! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اگر انہوں نے ایسے کیا ہے تو ناجائز نہیں کیا بلکہ ان کو اس سے زیادہ کا حق تھا، ناجائز نہیں کیا ! !

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض مت رکھو :

پھر ان سے پوچھا کہ کیا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہو ؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجہاد رقم الحدیث ۳۸۶۰

مجھے تو ان سے بغض ہے، طبیعت میں نفرت ہے ! آپ نے فرمایا کہ ان سے بغض مت رکھو، پھر یہ کہتے ہیں کہ بعد میں مجھے سب سے زیادہ محبت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوگئی ! اور وجہ بتائی ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ بظاہر ایسی چیزیں ہوتی ہیں جن پر اعتراض ہو، حقیقتاً وہ نہیں ہوتیں، دیکھنے والا اعتراض کرنے والا جو بادی النظر میں دیکھے گا اگر اس کے مزاج میں غصہ ہو تو اعتراض کے الفاظ اس کے اسی طرح ہوں گے جیسے اس کا مزاج ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کر دیا کہ جناب اس کی نماز نہ پڑھیں ! اب ساری چیز سب کے سامنے تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منع کرنا سب صحابہ کرامؓ کے سامنے ہے اور جہاں رسول اللہ ﷺ ہوتے تھے وہاں سب سے زیادہ مجمع ہوتا تھا اور سمجھدار صحابہ کرامؓ ہر وقت ہوتے تھے اور سادہ لوح بھی ہوتے تھے کیونکہ صحابہ میں دونوں طرح کے ہیں، ایک وہ جو علماء کے درجے کے ہیں مفتیوں کے درجے کے ہیں قاضیوں کے درجے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے میں بھی انہیں اجازت دی تھی کہ ہاں فتوی دے سکتے ہیں فیصلہ دے سکتے ہیں تو اس طرح کے لوگ جب موجود تھے اور اعتراض سب کے سامنے ہوا تو اس اعتراض کو اور اس بدگمانی کو دور کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے پورا سبق دیا اور پورا سبق یہ ہے کہ

برے عمل سے نفرت :

کسی آدمی سے نفرت نہیں کی جاسکتی، اس کے عمل کو برا دیکھ کر، عمل سے نفرت کی جاسکتی ہے اور وہ بھی وقتی ہوگی جب وہ چھوڑ دے تو وہ نفرت جاتی رہتی ہے ! ایک یہ (ہوئی) ! !
دوسرے یہ کہ کسی آدمی کو غلط کام کرتا ہوا دیکھ کر یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ بھی خراب ہوگا ! یہ فیصلہ کرنے کا حق نہیں لہٰذا نماز پڑھی جائے گی اس کی ! کوئی آدمی غلط کار بھی ہو جب مرجاتا ہے سب نماز پڑھتے ہیں اس کی ! !

''خودکشی'' کرنے والے کا جنازہ ؟

تو ایسی صورت میں کہا جاتا ہے کہ بڑے لوگ جو ہیں یا جنہیں لوگ بڑا سمجھتے ہیں جن کی لوگ پیروی بھی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو جو بزرگ ہوں آپ کے علاقے میں، انہیں شریک نہ ہونا چاہیے

تا کہ لوگوں کو عبرت ہو کہ اس کے جنازے میں صرف رشتے دار ہی آئے ہیں باقی لوگ شریک نہیں ہوئے جیسے خود کُشی کر کے کوئی مرتا ہے اس کے بارے میں یہ ہے تا کہ دوسروں کو سبق ہو اور نہ کریں ایسی حرکتیں تو یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ جب اس کا انتقال ہوا ہے تو وہ کوئی گناہ کرتے ہوئے نہیں مرا پھر اس کو یہ کہنا اور یہ سمجھ لینا کہ اس کی نماز نہ پڑھی جائے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کرنا کہ جناب نماز نہ پڑھیں، کسی چیز کو دیکھ لیا ہوگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے برا کام کیا ہے تو اس کا اظہار فرما رہے ہیں کہ یہ فاجر ہے اور جو گناہ کا کام دیکھا ہوگا وہ بھی اتنا بڑا نہیں ہوگا کیونکہ بہت بڑا گناہ اگر ہو تو اس کا پتہ دوسروں کو بھی چل جاتا ہے اور وہ ذکر کیا جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذکر فرما دیتے رسول اللہ ﷺ کو ! بہرحال ان کی نظر میں یہ تھا کہ وہ آدمی اچھا نہیں ہے ! !

آدمی اچھائی برائی میں بدلتا رہتا ہے :

آدمی تو بدلتے رہتے ہیں، اب اچھا ہے کل برا ہوگا ! اور آپ اچھا سمجھتے ہیں اور تھوڑے دنوں بعد دیکھتے ہیں وہ تو یہ ہوگیا وہ تو وہ ہوگیا ! تو جو اچھے ہوتے ہیں وہ بگڑتے رہتے ہیں، جو بگڑے ہوئے ہوتے ہیں وہ اچھے ہوتے رہتے ہیں ! !

برائی سے روکو ، دل میں نفرت نہ رکھو :

اس واسطے جس آدمی سے کوئی بری بات دیکھو اس کو ٹوک دو اس کو اچھی بات سمجھا دو ! بری بات سے منع کر دو، دل میں نفرت نہ رکھو، کیوں ؟ اس واسطے کہ یہ پتا نہیں ہے کہ یہ کل کو توبہ کر لے اور مجھ سے بھی اچھا ہو جائے ! اعتبار تو ہے خاتمے کا، اس کی خبر اور کسی کو ہو نہیں سکتی ! !

اس واسطے ایک اصول بنا دیا کہ تم کسی سے نفرت نہ رکھو کسی کو حقیر مت سمجھو ! کوئی آدمی برا کام کر رہا ہے ضرور منع کرو فرض ہے مگر اسے حقیر جان کر نہیں بلکہ اس لیے منع کرو کہ شریعت نے بتلایا ہے کہ بری بات سے روکتے رہو، اچھی بات بتلاتے رہو ! پھر اس کے بعد اس پر کتنا اثر ہوا کتنا نہیں ہوا اُس کا پیچھا کرنا یا اس کے بارے میں برا خیال جما لینا کہ ضرور خراب ہی آدمی ہے اور خراب ہی رہے گا یہ نہیں ہو سکتا !

یہ منع ہے ! تو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے دوسرا طریقہ اختیار فرمایا، آپ نے پوچھا کہ کسی نے اسے نیکی کرتے ہوئے دیکھا ہے ؟ تو (وہاں موجود لوگوں نے) بہت بڑی نیکی گنا دی اس کی ! ! !

جہاد میں پہرہ دینے والے کا اجر اور اس کی وجہ :

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو آدمی میدانِ جہاد میں پہرہ دیتا ہے اگر وہ مر جائے تو شہید ہو جائے گا ! تو مجاہد کا عمل تو جہاد ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے لیکن مُرَابِطْ جو ہے، یہ جو پہرہ دے رہا ہے اس کا عمل پہرہ دینے کا یہ قیامت تک چلتا رہے گا جیسا کہ اب بھی پہرہ دے رہا ہے تو پہرہ دینے کی حالت میں جو مارا جاتا ہے اس کا اجر بہت زیادہ ہے تو پہرے کا بھی اجر بہت زیادہ ہے کیونکہ تھکے ہوئے سب ہوتے ہیں اور جو پہرہ دے رہا ہے تھکا ہوا وہ بھی ہے، ڈبل کام کر رہا ہے اور جو پہرہ دے رہا ہے وہ اپنے سے زیادہ ان کی حفاظت کر رہا ہے ! ذمہ داری اس کے سر آئی ہوئی ہے، پہرہ دے رہا ہے وہ اکیلا ہے وہ نشانہ بھی بن سکتا ہے ! تو پہرے کی ذمہ داری اس قسم کی ہے کہ یا آر یا پار ! اگر ذرا سی بھی غلطی ہوگئی تو سب کے سب ختم ! ! اس واسطے اللہ نے اس کا اجر بھی ڈبل رکھا اور اتنا زیادہ، فرماتے ہیں کہ جس وقت وہ مرا ہے تو پہرہ دیتے ہوئے شہید ہوا ہے اس وقت سے لے کر قیامت تک اس کو یہی اجر ملتا رہے گا جیسے کہ وہ پہرہ دے ہی رہا ہے ہر وقت !

تو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز پڑھا دی پھر تشریف لے گئے جنازے میں ساتھ ساتھ حتیٰ کہ تدفین میں شرکت فرمائی پھر مٹی ڈالی ! تو ایسے اعمال جو بظاہر غلط ہوں تو ان کی وجہ ان سے پوچھی جائے تو وہ درست ہو سکتے ہیں اور علماء، اکابر، بزرگوں کے بہت قصے آپ نے دیکھے ہوں گے سنے ہوں گے کہ بظاہر وہ غلط تھے لیکن جب وجہ پوچھی گئی تو وجہ نکل آئی، وجہ نکل آئی تو غلط نہیں رہا ! ! تو ایسی چیزیں جو ہوتی ہیں ان سے فیصلہ کر لینا اور ذہن میں ایک نتیجہ بٹھا لینا کہ یہ خراب ہی تھا خراب ہی رہا اور خراب ہی رہے گا یہ نہیں ہونا چاہیے ! پھر آپ نے فرمایا تمہارے ساتھیوں کا خیال یہ ہے تم جہنمی ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم جنتی ہو ! ! تو حقیقت جو تھی وہ یہ تھی کہ وہ فاجر نہیں تھا غلط کام اس سے ہوئے تھے مگر ان کی وجہ ضرور کوئی تھی اور (بعض اوقات) اس کی وجہ کا علم دوسروں کو نہیں ہوتا اور انہوں نے پوچھا بھی نہیں ہوگا (ان صحابی سے) کہ اس کی کیا وجہ ہے ؟ بس خیال فرما لیا کہ ایسا ہوگا !

البتہ جنابِ رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، صحیح باتوں کا پتہ اللہ کے رسول ﷺ کے فرمانے سے چل سکتا ہے ! !

بدگمانی سے بچنے کا حل :

پھر آپ نے آئندہ کے لیے تعلیم دی کہ دیکھو اگر کسی کو ایسی چیزیں نظر آئیں کسی میں تو پھر صحیح حل یہ ہے کہ اس سے پوچھ لیا جائے کہ اس کی کیا وجہ ہے ؟ تا کہ بدگمانی قائم نہ ہو، کیونکہ تم سے پوچھ نہیں ہوگی کہ فلاں کا عمل دیکھا تھا فلاں کا کیا حال تھا اور فلاں کا کیا حال تھا ؟ بہت سے بہت یہ ہے کہ تم ایک دفعہ اسے سمجھا دو کہہ دو، جب تم نے کہہ دیا ایک دفعہ، بس فارغ ہو گئے پھر تم سے پوچھا بھی نہیں جائے گا کیونکہ فرض تم نے ادا کر دیا تبلیغ کا ! ایک دفعہ کہنا ضروری ہے یہ فرض ہے، اس کے بعد اگر کوئی نہیں کرتا کام پھر تمہارے ذمہ نہیں رہا اور ممکن ہے کہ تم اسے تبلیغ کرو اور بتاؤ اسے اور وہ بتائے کہ بھائی مجھے پتہ ہے اس مسئلہ کا مگر وجہ یہ ہے، وجہ ہی نکل آئے، تو تم سے لوگوں کے بارے میں سوال نہیں وَلٰكِنْ تُسْئَلُ عَنِ الْفِطْرَةِ ہاں تم اپنے ایمان اپنے اسلام پر قائم رہو، اس کے بارے میں سوال ہوگا اپنے آپ کو دیکھو !

یہ ہے دور وہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعلیم (اور تربیت) حاصل کرنے کا تھا اور پھر اپنا زمانہ جب آیا تو پھر ان کا حال عجیب تھا وہ اپنے بارے میں ڈرتے رہتے تھے پتا نہیں میرا کیا حال ہوگا کیا حشر ہوگا وغیرہ وغیرہ، بالکل اپنے ہی اوپر نظر رہ گئی، اس تعلیم کا اثر یہ ہوا ! ! اور جس کسی کو دیکھتے تھے غلط کام کرتے ہوئے تو ٹوک دیتے تھے صحیح بات بتا دیتے تھے ! ! وفات کے وقت تک یہی کیفیت رہی، اس کی تفصیل کسی وقت کسی اور جگہ آئے گی ان شاء اللہ ! ! !

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنابِ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، اسلام پر استقامت دے اور آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین ! اختتامی دعا..........

(مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ مئی ۱۹۹۴)

سیرتِ مبارکہ

شہری مملکت مکہ ، جدید تنظیمات

سیّد الملة و مؤرخ الملة حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ کی تصنیفِ لطیف

سیرتِ مبارکہ " محمد رسول اللّٰہ " ﷺ کے چنداوراق

✡✡✡

ناڈی ، دار الندوہ :

دیہات میں اور قصبات کے محلوں میں ایسے مکانات ہوتے ہیں جن کو ''چوپال'' کہا جاتا ہے یہ عموماً محلّہ یا گاؤں کے بڑے آدمی کی حویلی کا مردانہ حصہ ہوتا ہے جس میں گاؤں یا محلّہ والوں کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ کوئی تقریب منائیں، کوئی مشاورتی اجتماع یا تفریحی مجلس کریں، چوپال میں وعظ کے جلسے بھی ہوتے ہیں، بیاہ شادی کی تقریبات بھی، مشاعرے اور ادبی مجلسیں بھی ہوتی ہیں اور کبھی رقص وسرود کی رنگین محفلیں بھی جمتی ہیں !

چوپال ایک بڑا ہال ہوتا ہے اور موجودہ زمانہ میں بھی عموماً دیہات میں یہ ہال خام ہوتا ہے یعنی دیواریں مٹی یا کچی اینٹوں کی ہوتی ہیں اور چھت کڑیوں کی ! بیچ میں شہتیر (اور دورِ حاضر میں) گاڈر رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے اوپر دوطرفہ کڑیاں ہوتی ہیں اس وجہ سے اس کو دوکڑیہ بھی کہتے ہیں غالبًا اسی وجہ سے مدینہ والے اس کو ''سقیفہ'' کہتے تھے مگر مکہ معظّمہ میں اس کے لیے ''نادیٰ'' کا لفظ استعمال ہوتا تھا ! [1]

---

[1] نادیٰ ، نَدٰیٌ سے ماخوذ ہے نَدٰیٌ کے معنی ہیں رطوبت، تراوٹ، اسی سے نداء بمعنی آواز بھی ماخوذ ہے کہ جس کے حلق میں تراوٹ زیادہ ہوتی ہے اس کی آواز بلند ہوتی ہے ! نادیٰ میں جام وسبو کی تراوٹ بھی رہا کرتی تھی اور داد ودہش کی سیرابی بھی ! اور جس طرح بحث ومباحثہ میں آوازیں بلند ہوتی تھیں، شعراء کے ترنم اور مغنیوں کے طرب انگیز نغمے بھی ہوتے تھے، یہی مناسبتیں وجہ تسمیہ ہیں۔

نادیٰ (مقاصد اور فوائد) :

جو کام ہمارے یہاں چوپالوں میں ہوتے ہیں وہ ان اندیہ (نادیوں) میں بھی ہوا کرتے تھے اس پر مستزاد یہ کہ

(۱) سلسلۂ نسب کے بارے میں کوئی اعلان ہوتا تھا تو وہ ان نادیوں میں کیا جاتا تھا ! [۱]

(۲) قبیلہ میں داخل کر لینے کا ایک خاص قاعدہ اور رواج تھا جس کو داخل کرتے تھے وہ مولٰی کہلاتا تھا اور جو معاہدہ اس سے ہوتا تھا اس کو ''عقدِ موالات'' کہا کرتے تھے یہ عقد موالات نادیٰ ہی میں ہوتے تھے !

(۳) عقدِ موالات کے برعکس خلع یا طرد کا اعلان بھی اسی نادیٰ میں ہوتا تھا یعنی جس کو ''مولٰی'' بنایا گیا تھا اگر وہ ''معاہدہ'' کی پابندی نہ کرتا یا اپنے عمل اور کردار میں غلط ثابت ہوتا تو اس کو قبیلہ سے خارج بھی کیا جاسکتا تھا اس کو ''خُلع'' کہتے تھے (الگ کر دینا) اور طرد کا لفظ بھی اس کے لیے استعمال کرتے تھے (دھکے دے کر نکال دینا) یہ شخص خلیع [۲] مخلوع یا مطرود کہلاتا تھا !

(۴) خرید و فروخت کے اہم معاملات، تجارتی کاروانوں کا استقبال اور ان کی روانگی کی تقریب !

(۵) تفریحی مجلسیں، رات کو قصہ خوانی (مسامرہ)، رقص و سرود اور سوانگ (ڈرامے) بھی نادیٰ میں ہوا کرتے تھے !

نظم و نسق کے لحاظ سے یہ نادی قبیلہ کی ہیئتِ حاکمہ اور شیخ قبیلہ کی اجتماعی طاقت ہوتی تھی [۳] ہر ایک ''نادیٰ'' کے ساتھ ایک اعلانچی بھی ہوتا تھا جس کو موذن، منادی یا نقیب کہا کرتے تھے ! !

دارُ الندوہ :

قبیلہ وار نظام کی طرح پورے شہر کا کوئی مرکزی نظام نہیں تھا، ضرورت کے وقت عام اجتماع ضرور ہو جاتے تھے مگر نہ ان کا کوئی ضابطہ تھا، نہ کوئی جگہ ان کے لیے معین تھی ! مصلح قوم ''قصی'' کا

---

[۱] آنحضرت ﷺ نے نبوت سے چندسال پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مُتبنّٰی بنایا (جس کی بعد میں ممانعت کردی گئی) تو آپ نے ان ہی اندیہ (مجالس) میں جا کر اعلان فرمایا تھا !

[۲] ملاحظہ فرمائیے بخاری باب القسامۃ [۳] فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ (سورۃ العلق : ۱۷)

قابلِ فخر کارنامہ یہ تھا کہ اس نے شہری اجتماع کا ایک نظم اور ضابطہ مقرر کیا، اپنا مکان جو اس نے کعبہ کے شمالی میدان میں اس طرح بنایا تھا کہ اس کا دروازہ مسجد حرام کی طرف تھا مرکزی نظام کے لیے عام کر دیا اور اس کا نام دارُالندوہ رکھا ! ؎۱

دارُالندوہ کے ضابطے :

ندوہ کمیٹی یا مجلس کو کہتے ہیں، یہ کمیٹی جس کے نام پر یہ دارُالندوہ تھا اس کی تشکیل کا ضابطہ ہمارے علم میں نہیں ہے قیاس یہ ہے کہ قبائلی مجالس (نادی) کے شیوخ اور سربراہ اس کے ارکان ہوتے تھے البتہ ارزقی نے اخبار مکہ ؎۲ میں اور ابن درید نے کتاب الاشتقاق ؎۳ میں تصریح کی ہے کہ

؎۱ آخر میں یہ حویلی حکیم بن حزام کی ہوگئی انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں اس کو ایک لاکھ درہم میں فروخت کر دیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے بعت شرف قومك بمائةِ الف (تم نے اپنی قوم کے روایتی شرف کو ایک لاکھ درہم میں بیچ دیا ! اس پر حکیم بن حزام نے جو جواب دیا وہ نہایت دلچسپ ہے ! حضرت حکیمؓ نے فرمایا آج کے دور میں شرف صرف تقویٰ کا نام ہے اور میں گھاٹے میں نہیں رہا، میں نے زمانہ جاہلیت میں اس کو شراب کی ایک مشک کے بدلہ میں حاصل کر لیا تھا، اب ایک لاکھ ملے ہیں تو کیا گھاٹا ہے ؟ اور میں آپ سب کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ پورا ایک لاکھ فی سبیل اللہ ہے اب فرمایئے گھاٹے میں کون ہے (البدیة والنهایة ج۷ ص ۲۰۷)

ابن سعد نے حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کے اس معاملہ کا ذکر نہیں کیا اس کا بیان یہ ہے کہ عبدالدار (جس کو قصی نے دار الندوة کا متولی بنایا تھا) کے پڑپوتے عکرمہ بن عامر نے اس کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کو دار الامارة (گورنمنٹ ہاؤس) بنا دیا (البدیة والنهایة ج۱ ص ۴۵)

پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کے بعد دورِ اُموی میں ولید بن عبدالملك نے پھر عباسی خلفاء نے لوگوں کے مکانات پوری پوری قیمت بلکہ پوری سے بھی زیادہ قیمت پر خریدے اور حرم شریف کی توسیع کی، بالآخر ۲۸۱ھ میں خلیفہ عباسی معتضد باللّٰه کے حکم سے دار الندوة حرم شریف میں داخل کر دیا گیا (اخبار مکہ ج ۲ ص ۱۱۰، ۱۱۱) کہا جاتا ہے اسی جگہ "مُصَلّٰی حَنفی" بنایا گیا جو اب ماذنہ بن گیا ہے اس میں لاؤڈ اسپیکر فٹ ہے، اذان پر تکبیر نہیں پڑھی جاتی ہے۔ ؎۲ اخبار مکہ ج۱ ص ۱۰۷ ؎۳ کتاب الاشتقاق ص ۹۷

دارُالندوہ کے اجلاس میں صرف وہی لوگ شریک ہو سکتے تھے جن کی عمر کم سے کم چالیس سال ہوتی تھی، صرف دارُالندوہ کے بانی (قصی) کی اولاد اس شرط سے مستثنٰی تھی [۱]

اجلاس کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا جب ضرورت ہوتی اجلاس کر لیا جاتا تھا دار الندوہ کا منتظم اجلاس کا داعی ہوتا تھا صدر کوئی مقرر نہیں تھا۔

دار الندوہ میں انجام پانے والے کام :

(۱) شہر مکہ اور قوم قریش سے تعلق رکھنے والے معاملات کے متعلق مشورے اور فیصلے [۲]

(۲) کسی قبیلہ یا گروہ سے جنگ یا صلح کے فیصلے

(۳) مدافعتی تدابیر (۴) جنگ کے وقت علمبردار کا تقرر

(۵) تجارتی معاہدات (۶) بیرونی مہمانوں کا استقبال

(۷) قصی کی شخصیت سے برکت حاصل کرنے کے لیے شادی کی تقریبات بھی یہاں ہوا کرتی تھیں

(۸) قافلوں کی روانگی اور واپسی پر ان کا استقبال بھی یہاں ہوتا تھا

(۹) ایک خاص رسم رائج تھی کہ جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچ جاتی تھی تو اس کو درع پہنایا جاتا تھا (بڑا کرتا) اور چھوٹا کرتا اُتروا دیا جاتا تھا، یہ رسم بھی یہاں انجام دی جاتی تھی [۳]

(۱۰) قومی ملکیت کی چیزیں بھی یہیں محفوظ کر دی جاتی تھیں [۴] (جاری ہے)

(ماخوذ از سیرتِ مبارکہ "محمد رسول اللہ" ﷺ ص ۱۱۹ تا ۱۲۲ ناشر کتابستان دہلی)

---

[۱] بعد میں اس استثناء میں توسیع کی گئی چنانچہ ابوجہل کو تیس سال کی عمر ہی میں دارُالندوۃ کے اجلاس میں شریک کیا جانے لگا لجودۃ راجرہ کتاب الاشتقاق ص ۹۷ اور حکیم بن حزام کو پندرہ بیس سال کی عمر ہی میں یہ عزت حاصل ہوگئی تھی (تاریخ دمشق لابن عساکر جلد۴ ص ۴۱۹ سطر۳ بحوالہ عہد نبوی میں نظام حکمرانی از ڈاکٹر حمید اللہ صاحب حیدر آبادی) [۲] آنحضرت ﷺ کو شہید کر دینے کا فیصلہ بھی یہیں کیا گیا تھا ! [۳] سیرۃ ابن ہشام ج ا ص ۷۹ ، ابن سعد ج ا ص ۳۹ [۴] مثلاً غزوۂ اُحد کی تیاری کے لیے جو تجارتی مال لایا گیا تھا کہ اس کا نفع مصارفِ جنگ میں صرف کیا جائے گا وہ مال یہیں جمع رکھا گیا تھا (ابن ہشام وغیرہ)

مقالاتِ حامدیہ

پاکستان میں نفاذِ شریعت کے لیے اقدامات

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاںؒ
عنوانات و تزئین ، حاشیہ و نظر ثانی بتغیرِ یسیر : حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ

مکتوب گرامی بنام حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں قدس سرہ العزیز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد (پاکستان)

گرامی قدر مکرم ومحترم زید مجدکم .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید کہ مزاجِ گرامی بعافیت ہوں گے، ادارہ تحقیقات اسلامی اپنے ماہانہ مجلّہ ''فکر ونظر'' کا نفاذ شریعت نمبر شائع کر رہا ہے، یہ خصوصی شمارہ ان شاء اللہ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ کا شمارہ ہوگا !

پاکستان میں نفاذ شریعت کے سلسلہ میں جو کچھ علمی وفکری اور عملی کام ہوا ہے اس میں اس کا مکمل تعارف ہوگا !

ہماری کوشش یہ ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ علماء کے علمی نگارشات شامل ہوں، ہم نے اپنے طور پر بھی ایک مختصر فہرستِ عنوانات بنائی ہے، وہ بھی ہمراہ منسلک ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ اسی دائرہ میں محدود ہو کر کچھ لکھیں، مرکزی عنوان ''پاکستان میں نفاذ شریعت'' کی روشنی میں آپ جو بھی مناسب خیال فرمائیں، تحریر فرماویں آپ کے تعاون کے بغیر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے

آپ اپنی گوناں گوں مصروفیات کے باوجود امید ہے کہ ہمیں اپنے رشحاتِ قلم سے نوازیں گے اور فکر ونظر کے صفحات کو عزت بخشیں گے ! !

رکن مجلسِ ادارت ماہنامہ فکر ونظر کی حیثیت سے بھی اور ذاتی طور پر بھی آپ سے تعاون کی درخواست ہے !

والسلام مع الاحترام

ناچیز محمد میاں صدیقی

۳۰ر نومبر ۱۹۸۱ء

حضرت اقدس رحمہ اللہ کی طرف سے جوابی مکتوب

محترم ومکرم دام مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا ، موجودہ ملکی حالات میں ایک موضوع بہت اہم معلوم ہوا، اسی پر اپنی تجاویز بھیج رہا ہوں ملاحظہ فرمالیں ، یہ تجاویز اگر نجی طور پر بھی صدر محترم [1] تک پہنچ سکیں تو اس کی بھی کوشش فرمائیں !

ان تجاویز کو علماء کی کسی سیاسی جماعت کے بغیر عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکتا، میں ان تجاویز پر اسی نقطۂ نظر سے غور کرتا رہا ہوں ، ہمارے طبقہ میں جو سب سے مؤثر جماعت ہے وہ معلوم ہی ہے ! !

منسلکہ اوراقِ تجاویز میں جو کچھ تحریر ہے وہ تو میں نے انفرادی طور پر متعدد علماء کو دکھایا بھی ہے، اس کے علاوہ یہ تجویز بھی نفاذِ نظامِ اسلامی کے لیے ذہن میں آرہی ہے کہ ذی استعداد علماء کو وکالت کا حق دیا جائے کہ وہ وکلاء کی طرح عدالت میں پیش ہو سکیں !

---

[1] پاکستان کے سابق آمر اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر، چھٹے صدر پاکستان، جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم (مدتِ منصبِ صدارت : ۱۶ر ستمبر ۱۹۷۸ء تا ۱۷ر اگست ۱۹۸۸ء)

انہیں اسلامی وکیل کی ڈگری دے کر باقاعدہ وکیل کا درجہ دیا جائے، چاہے مجسٹریٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک سماعت کرنے والے یہی لوگ ہوں جو اب ہیں، کیس اور دلائل سن کر شرعی فیصلہ دے دیں ! !

مذہب متعین کر دیا جائے کہ فیصلے فقہ حنفی کے مطابق ہوں گے تاکہ کوئی پرویزی قسم کا آزاد فکر جج فیصلوں میں خرابی نہ لائے اور مذہب کھلونا نہ بنے ! (ویسے بھی ریاست کے مذہب کی تعیین انتہائی ضروری ہے جو اب بھی ہو سکتی ہے) !

سول اور مارشل عدالتوں کے فیصلوں سمیت تمام مسائل وحوادث میں عدالتِ شرعیہ کی طرف رجوع کی اجازت ہو اور اس کی ہی برتری تسلیم کی جائے ! یہ بات خود ایک مسلمان حاکم پر فرض ہے کہ وہ تسلیم کرے اور تسلیم کرائے ! !

یہ (زیرِ نظر) حصہ میرے دوسرے سابق مضمون میں نہیں ہے جو (اس حصہ کے ساتھ) منسلک ہے اس لیے یہ بعد میں اور الگ لکھ رہا ہوں !

والسلام

حامد میاں غفرلہٗ

۸ر دسمبر ۱۹۸۱ء

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللّٰہ مرقدہٗ
محمود الملّة و الدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں نور اللّٰہ مرقدہٗ
کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین و دروس جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے اور سنے جاسکتے ہیں
http://www.jamiamadniajadeed.org

خطباتِ سید محمود میاںؒ

(۲)

محمود الملۃ والدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ
جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں جمعہ کا بیان فرمایا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان بیانات کی افادیت کے پیش نظر انہیں ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرتؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

ٹریفک قوانین کی پاسداری !

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِ ثانی : ڈاکٹر محمد امجد

(۱۵؍ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ / ۱۷؍جنوری ۲۰۱۴ء)

۞ ۞ ۞

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

۱۵؍جنوری کو نواب شاہ سندھ میں سکول وین اور ٹرک میں خوفناک تصادم ہوا جس کے نتیجہ میں ایک ہی سکول کے سترہ بچے، دو سکول ٹیچر اور ڈرائیور سمیت بائیس افراد شہید ہوگئے جن کی عمریں دس سال، بارہ سال، پندرہ سال تھی، سترہ خاندانوں میں کہرام مچ گیا، کتنا بڑا نقصان ہوا ؟ ڈرائیور بھی مارا گیا، جو سکول کے ٹیچر تھے ساتھ وہ بھی شہید ہوگئے، بڑا سنگین قسم کا حادثہ ہوا اور یہ معمول ہے ہمارا، اس سے بھی بڑے حادثات، لیکن جوں نہیں رینگتی کوئی اس پر عملی کارروائی نہیں ہوتی، خون اتنا سستا ہے رعیت کا اپنے ملک و قوم کے عوام کا خون کہ اس کی حکمرانوں کو فکر نہیں ہے !

یہی حال ہندوستان کا ہے، یہی حال بنگلہ دیش کا ہے، یہی حال افغانستان کا ہے، ٹریفک کے

حادثات کے اعتبار سے دونوں تینوں، چاروں ممالک جو اس برصغیر کے خطے ہے انتہائی حادثات کا شکار ہوتے ہیں، کیوں ہوتے ہیں ؟ اس لیے ہوتے ہیں کہ حضرت محمد رسول ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیا ! !

ایک دفعہ بہت پرانی بات ہے، حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے جمعیۃ علماء اسلام کے امیر تھے تو یہ لیڈر سب آتے تھے پیپلز پارٹی کے بھی، مسلم لیگ کے بھی، فاروق لغاری [1] وغیرہ سب چھوٹے بڑے آتے رہتے تھے، اکثر تو انہیں فرصت ہوتی ہے، انہیں بیٹھے بیٹھے صرف اسلام پر اعتراض تھوپتے ہیں امریکہ پر اعتراض نہیں آئے گا، انگلینڈ پر بھی نہیں آئے گا، سکھوں پر بھی نہیں آئے گا، یہودیوں پر بھی نہیں آئے گا، آئے گا تو صرف مسلمانوں پر آئے گا بس، ان پر انہیں اعتراض رہے گا، ملک معراج خالد تھے [2] اللہ کو پیارے ہوگئے وہ بھی آتے تھے وہ اور ان کے ساتھی سب اس قسم کے اشکالات حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کرتے رہتے تھے، یہودیوں سے جا کر اشکال کرو، عیسائیوں سے کرو، سکھوں سے کرو، ان کو نیچا دکھاؤ ! !

ٹریفک قوانین :

مجھے یاد نہیں ہے اس وقت کسی نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اسلام میں ٹریفک رولز نہیں ہیں، ٹریفک قوانین ؟ تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ بہت تحمل سے ہر چیز کا جواب دیتے تھے خاموش ہوگئے، ورنہ یہ اعتراض ہی بیہودگی اور جہالت کی نشانی تھی کیونکہ اس زمانے میں نہ جہاز تھا، نہ ہوائی جہاز تھا، نہ بس تھی، نہ لاری تھی، نہ پکی سڑکیں تھیں نہ کچی، اس وقت تو یہ چیزیں تھیں ہی نہیں، جو آج ہیں لیکن جو اس وقت تھیں اس کے مکمل ٹریفک قوانین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان کیے، ٹریفک قوانین بیان کیے، ہائی وے کے قوانین بیان کیے ! ہم پڑھتے پڑھاتے ہیں ہر سال الحمد للہ کتابوں میں، طلباء کو بھی سکھاتے ہیں کہ ہائی وے رولز بتائے نبی علیہ السلام نے ہمیں بڑی سڑک، شاہراہِ عام، ہائی وے، چھوٹی سڑک، چھوٹی گلی تک بتایا کہ زیادہ ٹریفک ہو تو کتنی چوڑی رکھو اور کم ٹریفک ہو تو کتنی چوڑی رکھو، نبی علیہ السلام نے یہ تک بتایا ! !

---

[1] پاکستان کے سابق صدر (۱۴؍نومبر ۱۹۹۳ء تا ۲؍دسمبر ۱۹۹۷ء) ، تاریخ وفات : ۲۰؍اکتوبر ۲۰۱۰ء

[2] سابق نگران وزیراعظم و سابق وزیر اعلیٰ پنجاب ، تاریخ وفات : ۱۳؍جون ۲۰۰۳ء

اور مرور کے قوانین، مرور ٹریفک کو کہتے ہیں، مرور کے قوانین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائے ! صحابہؓ نے پوچھا کہ نبی علیہ السلام کس رفتار سے اُونٹنی کو چلاتے تھے ؟ ؟ صحابی نے کہا جب راستہ تنگ ہوتا تو آہستہ چلتے، کشادہ ہوتا تو تیز چلتے، یہ قانون آگیا ! ٹریفک کا قانون آگیا کہ راستے کو دیکھنا ہے کہ اس کی نوعیت کیسی ہے ؟ اس کے پاس آبادی ہے، رش بھیڑ ہے یا نہیں ہے ؟ کھلا ہے تو تیز، کم ہے تو آہستہ چلاؤ، تو ٹریفک رولز آگئے !

صحابہ کرامؓ نے جلدی کی حج کے موقع پر بھگدڑ سی مچی، گھوڑوں کو خچروں کو آپ نے اشارے کیے سوٹی سے اشارہ کر کے بتایا کہ یوں نہیں چلنا (بلکہ) یوں چلنا ہے، یوں چلنا ہے، یہ اشاروں کا اصول آگیا کہ پولیس والا اشارہ کرتا ہے ٹریفک کنٹرول کرنے کا حکم بتا دیا اپنے دست مبارک سے اشارے کر کے کہ اس کو یوں کنٹرول کرنا ہے !

یہ سنت جو دین میں بتائی گئی ہے نبی علیہ السلام خود دکھا گئے سمجھا گئے، یہ قوانین کافروں نے اختیار کر لیے، ان کے ہاں ٹریفک کے قوانین پر زبردست پوری سختی سے عمل ہوتا ہے اور پورے قوانین سکھائے جاتے ہیں، سکھانے سے پہلے لائسنس ملنے کا تصور ہی نہیں ہے، ہمارے ہاں گھر بیٹھے بیٹھے لائسنس ملتا ہے رشوت دے کے لائسنس ملتا ہے اسے پتہ ہی نہیں ہوتا ! !

میں ایک دفعہ راولپنڈی میں ایک گاڑی میں سفر کر رہا تھا بہت تنگ جگہ آ گئی تو ڈرائیور کہنے لگا یہاں یہی حال ہے، کہنے لگا اسی راولپنڈی میں ایک دفعہ میں نے گاڑی موڑی الٹے ہاتھ میں نے ایسے اشارہ دے دیا اور گاڑی موڑنے لگا، گاڑی مڑ رہی ہے اور سائیکل والے نے زور سے پیچھے سے ٹھک کر کے مارا ! میں نے کہا تجھے میں نے اشارہ دیا ہے اتنی دیر سے اشارہ جل بجھ رہا ہے تو سائیکل والا کہنے لگا وہ بتی جل بجھ رہی تھی تو میں سمجھا شاید خراب ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ سڑک پر سائیکل چلا رہا ہے اسے قانون نہیں معلوم، اسے بچوں والے قوانین بھی نہیں پتا جو بچے بھی سمجھتے ہیں کہ یہ اشارہ ہوتا ہے ! وہ کہنے لگا کہ میں سمجھا جل بجھ رہی ہے شاید خراب ہے، کمال ہے ! لیکن کافروں کے ہاں بہت زبردست قوانین ہیں ! !

یورپ میں ٹریفک لائسنس :

میں ایک دفعہ انگلینڈ میں کسی جگہ ناشتے کے لیے بیٹھا تھا ناشتہ کر رہا تھا وہاں ایک دو آدمی آئے ایک دوسرے کو مبارک باد دیے جائیں بار بار، بار بار، بار بار مبارک دیے جائیں، میں نے سوچا کہ شاید کوئی بہت بڑی بات ہوگی، میں نے پوچھا کیا معاملہ ہے ؟ کہنے لگے کہ ٹریفک کا یورپ کا امتحان تھا اس میں یہ پاس ہوگیا ! اس نے کہا اس میں پاس ہونا انتہائی مشکل ہوتا ہے، سو میں سے دو چار پانچ پاس ہوتے تھے ورنہ فیل پھر چھ چھ ماہ بعد دوبارہ امتحان دیتے ہیں پھر امتحان دو پھر پاس جا کر ہوگا ورنہ نہیں ہوگا ! !

اور لندن شہر کے ٹیکسی ڈرائیور جو ہیں اکثر بوڑھے ملیں گے، جوان ملتے ہی نہیں ! میں نے یہی دیکھا، چالیس سال، پینتالیس سال، پچاس سال کیونکہ اتنی عمر چلانے کے بعد ہی اس میں صلاحیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ لائسنس لے سکے اس سے پہلے لے ہی نہیں سکتا، اسے ساری گلیوں کا پتہ ہونا چاہیے کہ فلاں سڑک پر اس ہاتھ کتنی گلیاں ہیں اور اس ہاتھ کتنی گلیاں ہیں اور اس سڑک پر اس ہاتھ کتنے پٹرول پمپ آتے ہیں اور اس ہاتھ کتنے پٹرول پمپ آتے ہیں اور کہاں کہاں آتے ہیں سب اس سے پوچھتے ہیں اور سب اسے یاد کرنا پڑتا ہے، اس کے لیے عمر گلاتا ہے پھر اسے ملتا ہے، ہم وہاں ٹیکسی میں بیٹھتے ہیں اور اسے صرف اپنے پتے کا ہمارے پاس جو کارڈ ہے وہ دکھائیں گے جس نے دے رکھا ہے وہ اسے دیکھے گا تو بس ہم بے فکر ہو کر بیٹھ جائیں گے وہ سیدھا اس گھر کے سامنے روک دے گا وہاں جا کر ! ! ہم نے وہ گھر دیکھا بھی نہیں ہے ہمیں تو دیا ہے اس نے پتہ اس پر آجانا ہے میرے گھر لیکن ٹیکسی والا سیدھا گھر کے سامنے اتارے گا، نہ پوچھے گا کسی سے، کہے گا یہ آپ کا گھر آگیا، وہاں عمر گلتی ہے تو لائسنس ملتا ہے ! !

چنانچہ ہم اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ جرمنی میں دھند میں گاڑیاں ٹکرا گئیں فلاں جگہ ڈیڑھ سو گاڑیاں ٹکرائیں، دو سو ٹکرا گئیں جب حادثات ہوتے ہیں تو اس طرح ہوتے ہیں کیونکہ تیز چل رہی ہوتی ہیں

آگے پیچھے ٹکراتی چلی جاتی ہیں لیکن کتنے مرے خبر آئے گی کہ دو مر گئے چار پانچ زخمی ہو گئے بس ! دو سو گاڑیاں ٹکرائی ہیں اور مرے صرف اتنے ہیں، بس ؟ کیونکہ وہ ٹریفک قوانین پر عمل کرتے ہیں، سیٹ بیلٹ باندھیں گے، ہمارے ہاں بیلٹ باندھتے ہوئے شرماتے ہیں، بزدلی سمجھتے ہیں، نہ باندھنے کو شیری اور بہادری سمجھتے ہیں، یہ سب جاہلانہ طریقے ہیں یہ نبی علیہ السلام کے اصولوں سے انحراف ہے جس کا نقصان ہی نقصان ہے ؟

ایک واقعہ :

ہمارے ملک کے حکمرانوں کو چاہیے کہ قوانین سکھائیں پابندی کرائیں پھر لائسنس دیں ، یہاں پتا ہی نہیں ہوتا کہ میری لین (lane) کون سی ہے مجھے یہاں کس رفتار پر چلنا ہے ؟ موڑ پر کس طرح کرنا ہے کھڑی کرنے والے کو پتا نہیں کہ کب کھڑی ہونی ہے کہاں گاڑی کھڑی کرنی ہے میں یہاں موٹروے پر آرہا تھا بابو صابو سے ادھر (رائیونڈ کی جانب) تو ایک گاڑی والے نے ہم سے اپنی گاڑی آگے نکالی اور وہ موٹروے پولیس کا بڑا افسر گاڑی چلا رہا تھا، اس کے ساتھ اس کے ساتھ باوردی بیٹھا ہوا تھا پولیس والا ! اور اس نے غلط انداز میں نکالی گاڑی ہماری گاڑی کو بھی جھٹکا لگا پھر وہ آگے چلتا رہا دو لائنوں میں، قطار میں ہونا چاہیے اس نے بیچ میں رکھی ایک پہیہ ادھر ایک ادھر اس پر چلا جارہا ہے، اس سے مجھے بڑی تکلیف ہوئی ، موٹروے سے جب گاڑی اتری تو میں نے ڈرائیور سے کہا کہ اسے روکو ! اب اسے روکنا بھی بڑا کام ہے اس کی شان کے خلاف ہے ! ! وہ تو بادشاہ سلامت ہوتا ہے اپنی جگہ لیکن خیر اسے یوں کر کے اُسے رکنے پر مجبور کیا وہ وہیں سے بولا اکڑ کر، اِس نے کہا اُتر کر ادھر آ ؤ تو وہ اُتر کر ادھر آیا جدھر میں بیٹھا تھا میں نے ان سے کہا آپ گاڑی کیسے چلا رہے ہیں موٹروے پر ؟ کیا یہ قوانین ہیں ؟ آپ ان قوانین پر عمل کرتے ہیں جن کو سکھانا ہے ؟ میں نے کہا تم نے اتنے کلومیٹر گاڑی کس طرح چلائی ؟

ہماری گاڑی کو تم نے جھٹکا دیا ہے غلط اوورٹیک کیا اور اب بھی تم نے گاڑی اترنے کے وقت

سڑک کے بیچ میں غلط جگہ پارک کی ! میں نے کہا ہم نے کنارے پر روک دی ہے تم نے بیچ میں روکی ہے تو وہ اللہ کا شکر ہے ڈر گیا، گھبرا گیا پہلے وہ نکلا تھا بڑا اکڑ کر دروازہ کھول کر سامنے آیا اپنا پسٹل والا حصہ اس نے میرے سامنے کیا تاکہ میری افسری نظر آجائے ! لیکن اللہ سب سے بڑا بادشاہ ہے، کوئی بھی نہیں، نہ ہم ہیں نہ وہ ہے، ہم سب فقیر ہیں محتاج ہیں لیکن بہرحال وہ سمجھ گیا اس کی مہربانی، معذرت کی چلا گیا ! تو ہمارے ہاں پولیس والے ایسے لوگ ہیں اس طرح کی چیزیں کرتے ہیں تو یہ حادثہ انسانی جانوں سے کھیلا جارہا ہے، پوری قوم سے کھیلا جارہا ہے حالانکہ نبی علیہ السلام نے ٹریفک قوانین بھی بتائے ہمیں اس پر عمل کرنا بھی بتایا ہے ! !

پورے امریکہ میں چلے جائیں گاڑی چلانے کی دعا کیا ہے ؟ کسی کو نہیں پتہ ہوگا ! لیکن اگر ہم تربیتی سکول کھولیں تو مسلمانوں کے ہاں انہیں دعا بھی سکھائی جائے گی کہ یہ دعا ہے چڑھتے وقت، یہ دعا ہے اترتے وقت، یہ دعا ہے فلاں وقت، بہت زبردست فوائد ہیں !

اللہ ہمیں اور آپ سب کو سمجھ کی توفیق عطا فرمائے، دینی تعلیم کی قدر عطا فرمائے، ہمارے حکمرانوں کو ہوش دے اور قوم کی فکر ہو اور جو بچے مر گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر دے، سب کے لیے دعا کریں اللہ سب کی مغفرت فرمائے، درجے بلند فرمائے، پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

۞ ۞ ۞

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

رمضان المبارک کی آمد پر نبی کریم ﷺ کا خطبۂ استقبالیہ

✪ ✪ ✪

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شعبان کے مہینہ کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا اِس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''اے لوگو ! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے اس مبارک مہینے میں ایک رات (شبِ قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے ! اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑے ہونے (یعنی تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اُس کا ثواب ملے گا اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا !

یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے ! یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے ! اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے) افطار کرایا تو یہ اُس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا ! اور اُس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اِس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے ! آپ سے عرض کیا گیا کہ ''یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر ایک کو تو اِفطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا تو (کیا غریب لوگ اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے ؟)'' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب

اُس شخص کو بھی دے گا جو ایک کھجور یا دُودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے !

(اس کے بعد آپ نے فرمایا) اس مبارک مہینہ کا پہلا حصہ رحمت ہے ! درمیانی حصہ مغفرت ہے ! اور آخری حصہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے !

(اس کے بعد آپ نے فرمایا) اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں ہلکا پن اور کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا ! اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا !

اور اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان کے ذریعہ سے اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو ! اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے ! پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے ! اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو ! !

اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پانی سے سیراب کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض (کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا ! '' (بیہقی، ترغیب وترہیب)

شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے جا سکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org/maqalat

فضیلت کی راتیں

قسط : ۲

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ماہِ شعبان کی فضیلت :

یوں تو ہر دن ہر مہینہ ہر سال ہی محترم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے مگر کچھ دن اور مہینے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص فضیلت عطا کی ہے ان میں سے ایک مہینہ شعبان المعظم کا بھی ہے اس مہینہ کی احادیثِ مبارکہ میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا'' [۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رجب المرجب کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ یوں دعا فرماتے : یا اللہ رجب اور شعبان کے مہینے میں ہمارے لیے برکت فرما اور خیریت کے ساتھ ہم کو رمضان تک پہنچا'' [۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ''جناب رسول اللہ ﷺ (شعبان میں) اتنے زیادہ روزے رکھتے کہ ہم کہتے کہ اب آپ افطار نہ کریں گے اور کبھی آپ افطار کیے جاتے (یعنی روزے ہی نہ رکھتے) یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ روزے نہیں رکھیں گے ! اور میں نے آپ کو کسی مہینہ میں شعبان کے مہینے سے زیادہ (نفلی) روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا'' [۳]

اس حدیث کے پیش نظر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے کیوں رکھتے تھے ؟ تو اس کی وجہ بھی حدیث میں موجود ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اُسامہؓ نے ایک مرتبہ آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو شعبان میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں اس کی کیا وجہ ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ

---

[۱] مسند فردوس دیلمی [۲] الدعوات الکبیر ج ۲ ص ۱۴۲۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱ [۳] بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۷۸

''شعبان ایسا مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان ہے لوگ اس کی فضیلت سے غافل ہیں اس مہینہ میں اللہ رب العلمین کے حضور میں لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، میری آرزو یہ ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میرا اشمار روزہ داروں میں ہو'' [۱]

شبِ براءت کی فضیلت :

ماہِ شعبان المعظم میں ایک بڑی فضیلت والی رات آتی ہے اس رات کے کئی نام ہیں :
(۱) لَیْلَةُ الْبَرَاءَ ةِ یعنی دوزخ سے بری ہونے کی رات (۲) لَیْلَةُ الصَّکِّ یعنی دستاویز والی رات (۳) لَیْلَةُ الْمُبَارَکَةِ یعنی برکتوں والی رات ! عرفِ عام میں اسے '' شبِ براءت'' کہتے ہیں ! شب کے معنی فارسی زبان میں رات کے ہیں اور براءت عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں، یہ شعبان کی پندرہویں شب کو ہوتی ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں اس شب کی بڑی فضیلت آئی ہے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور قبیلۂ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گنہگاروں کی بخشش فرماتے ہیں'' [۲] کہتے ہیں کہ عرب میں اس قبیلہ کے پاس تقریباً بیس ہزار بکریاں تھیں، اندازہ فرمایئے کہ بیس ہزار بکریوں کے کتنے بال ہوں گے ؟ ان کا شمار کرنا بھی انسان کے بس کی بات نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اس رات میں اتنے لوگ دوزخ سے بری کیے جاتے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا !

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ ''جب شعبان کی پندرہویں شب آتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ کیا کوئی بخشش کا طلبگار ہے کہ میں اس کو بخش دوں ؟ کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اسے رزق دوں ؟ کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اسے (تکلیف) سے نجات دوں ؟ کیا کوئی ایسا ہے ؟ کیا کوئی ایسا ہے ؟ غرض تمام رات اسی طرح دربار رہتا ہے اور عام بخشش کی بارش ہوتی رہتی ہے حتی کہ فجر ہو جاتی ہے (اور دربار برخاست ہو جاتا ہے)'' [۳]

---

[۱] فضائل الاوقات ص ۱۲۵ ، شعب الایمان ج ۳ ص ۳۸۳ [۲] ترمذی ج ۱ ص ۱۵۶ و اِبن ماجہ ص ۱۰۰
[۳] نسائی ج ۱ ص ۲۵۱

شبِ براءت میں کیا ہوتا ہے ؟

حضورِ انور ﷺ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں
"تمہیں معلوم ہے شعبان کی اس (پندرھویں) شب میں کیا ہوتا ہے ؟ انہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہوتا ہے ؟ آپ نے فرمایا اس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اس سال میں جتنے پیدا ہونے والے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے اس سال مرنے والے ہیں وہ سب بھی اس رات میں لکھ دیے جاتے ہیں اور اس رات میں سب بندوں کے اعمال (سارے سال کے) اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی (مقررہ) روزی اترتی ہے" [1]

ایک اعتراض اور اُس کا جواب :

یہاں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ روزی وغیرہ تو پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھی جا چکی ہے پھر اس کا کیا مطلب کہ اس شب میں انسان کو ملنے والی روزی لکھ دی جاتی ہے ؟

اس اعتراض کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ اس شب مذکورہ کاموں کی فہرست لوحِ محفوظ سے علیحدہ کر کے ان فرشتوں کے سپرد کر دی جاتی ہے جن کے ذمہ یہ کام ہیں ! الغرض اس رات میں پورے سال کا حال قلمبند ہوتا ہے، رزق، بیماری، تنگی، راحت و آرام، دکھ، تکلیف حتی کہ ہر وہ شخص جو اس سال پیدا ہونے یا مرنے والا ہو اُس کا وقت بھی اسی شب میں لکھا جاتا ہے ! !

ایک روایت میں ہے حضرت عطاء بن یسار ؒ فرماتے ہیں کہ اس مہینے کی پندرھویں شب میں مَلکُ الموت (عزرائیل علیہ السلام) کو ایک رجسٹر دیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ پورے سال میں مرنے والوں کے نام اس رجسٹر سے نقل کر لو ! کوئی آدمی کھیتی باڑی کرتا ہے، کوئی نکاح کرتا ہے، کوئی کوٹھی اور بلڈنگ بنوانے میں مشغول ہے مگر اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میرا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے ! [2]

---

[1] الدعوات الکبیر ۲/ ۱۴۶، مشکوٰۃ شریف ۱/ ۱۱۵ [2] لطائف المعارف ص ۱۴۸ ، مصنف عبدالرزاق ۴/ ۳۱۷

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کا پندرہویں شب میں معمول :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ :

ایک رات رسول اکرم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور لباس تبدیل فرمانے لگے لیکن پورا لباس اُتارا نہ تھا کہ پھر کھڑے ہو گئے اور لباس زیبِ تن فرمایا ! اس پر مجھے سخت رشک آیا اور گمان ہوا کہ آپ میری کسی سوکن کے یہاں جا رہے ہیں ! آپ کی روانگی کے بعد میں بھی پیچھے پیچھے چلی، یہاں تک کہ میں نے آپ کو ''بقیعِ غرقد'' (جنت البقیع) میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ مسلمان مرد وزَن اور شہداء کے لیے مغفرت طلب فرما رہے ہیں ! یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا : میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ اللہ کے کام میں مشغول ہوں اور میں دُنیاوی کام میں لگی ہوئی ہوں ! اس کے بعد میں لوٹ کر اپنے حجرہ میں آئی، میں لمبی لمبی سانس لے رہی تھی کہ اتنے میں آپ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا عائشہ کیا بات ہے سانس کیوں پھول رہا ہے ؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تشریف لا کر لباس تبدیل فرمانے لگے، ابھی لباس اُتارنے بھی نہ پائے تھے کہ دوبارہ لباس زیبِ تن کیا، اس پر مجھے رشک آیا اور خیال ہوا کہ آپ کسی اور زوجہ کے گھر تشریف لے جا رہے ہیں تا آنکہ میں نے آپ کو قبرستان میں دعا میں مشغول دیکھا ! اس پر آپ نے اِرشاد فرمایا اے عائشہ ! کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر کوئی ظلم وزیادتی کرے گا ؟ !

واقعہ یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے انہوں نے کہا کہ آج شعبان کی پندرہویں شب ہے جس میں قبیلۂ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں اور مشرک، کینہ ور، قطع تعلقی کرنے والے، بدسلوک، غرور سے زمین پر لباس گھسیٹ کر چلنے والے، والدین کے نافرمان اور عادی شراب خور کی طرف اس شب نظرِ کرم نہیں فرماتے ! ! اس کے بعد آپ نے لباس اُتارا اور فرمایا اے عائشہؓ شب بیداری کی اجازت ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان بصد شوق، چنانچہ آپ کھڑے ہو گئے اور عبادت کرنے لگے ! دورانِ نماز ایک بڑا لمبا سجدہ کیا جس پر مجھے آپ کی قبضِ روح کا گمان ہوا، میں اٹھ کر آپ کو

دیکھنے بھالنے لگی، میں نے آپ کے تلووں کو ہاتھ لگایا تو اُن میں حرکت تھی، اس پر مجھے خوشی ہوئی، میں نے آپ کو سجدہ میں یہ دعا کرتے سنا :

اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ

صبح کو میں نے آپ سے ان دعاؤں کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان دعاؤں کو یاد کرلو اور دوسروں کو بھی ان کی تعلیم دو کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ دعائیں سکھائیں اور کہا کہ سجدہ میں یہ مکرر سہ کرر پڑھی جائیں'' [1]

شبِ براءت میں کن لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی ؟

بہت سی حدیثوں میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ کچھ بدنصیب لوگ ایسے ہیں کہ اس برکت والی رات میں بھی رحمتِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں اور ان پر نظرِ عنایت نہیں ہوتی ! ذیل میں ایسے بدقسمت لوگوں کی فہرست پیش کی جاتی ہے تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو :

(۱) مشرک (۲) جادوگر (۳) کاہن ونجومی (۴) بغض اور کینہ رکھنے والا (۵) جلّاد (۶) ظلم سے ٹیکس وصول کرنے والا (۷) باجا بجانے والا اور ان میں مصروف رہنے والا (۸) جوا کھیلنے والا (۹) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا (۱۰) زانی مرد وعورت (۱۱) والدین کا نافرمان (۱۲) شراب پینے والا اور اس کا عادی (۱۳) رشتہ داروں اور مسلمان بھائی سے ناحق قطع تعلق کرنے والا ! !

یہ وہ بدقسمت لوگ ہیں جن کی اس بابرکت رات میں بھی بخشش نہیں ہوتی اور رحمتِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں ! اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے گریبان میں منہ ڈالے اور غور وفکر کرے کہ کہیں ان عیبوں میں سے میرے اندر تو کوئی عیب اور برائی نہیں ! ! اگر ہو تو اُس سے توبہ کرے اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرے، یہ خیال نہ کرے کہ میرے اتنے اور ایسے گناہ کیسے معاف ہوں گے یہ شیطانی خیال ہے ! !

---

[1] ماثبت بالسنۃ ص ۱۷۳

پندرہویں شعبان کے روزہ کا حکم :

آنحضرت ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے، خاص طور پر پندرہویں شب کے روزے کے متعلق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ ''جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو رات کو قیام کرو (یعنی نمازیں پڑھو) اور (اگلے) دن کا روزہ رکھو'' (ابن ماجہ)

شب ِبراءت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کن کاموں سے بچنا چاہیے :

(۱) اس رات میں قیام کرنا یعنی نوافل پڑھنا مستحب ہے (۲) قبرستان جانا اور مسلمان مرد وزَن کے لیے ایصالِ ثواب کرنا مستحب ہے (۳) اگلے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے ! !

اس شب میں صلٰوۃ التسبیح پڑھیں، تہجد پڑھیں اور اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ عشاء اور فجر کی نماز ضرور جماعت کے ساتھ ادا کریں، ایسا نہ ہو کہ نفلوں میں تو لگے رہیں اور فرائض چھوٹ جائیں ! !

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام اکیلے قبرستان گئے تھے اس لیے اکیلے جائیں اور صرف مرد جائیں، عورتیں نہ جائیں، عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں ! !

بہتر ہے کہ شعبان کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تینوں دن کے روزے رکھ لیے جائیں انہیں اَیَّامِ بِیض کہتے ہیں اور ان دنوں میں روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے ! !

اس شب میں آتش بازی ہرگز نہ کی جائے، اس کا سخت گناہ ہے اور یہ ہندوؤں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا، چراغاں نہ کیا جائے کیونکہ اوّل تو یہ شریعت سے ثابت نہیں، دوسرے اس میں اسراف ہے، بہت سے لوگ اس شب میں بجائے عبادت کے حلوے مانڈے میں مصروف ہو جاتے ہیں، شریعت سے اس شب حلوہ وغیرہ پکانے کا کوئی ثبوت نہیں ! بہت سے لوگ مسجد میں اکٹھے ہو کر شور وغوغا کرتے ہیں اس سے بچا جائے اس کا سخت گناہ ہے، بہتر یہ ہے کہ نفلی عبادت خُفیہ کی جائے کہ دوسرے کو پتہ نہ چلے، آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ اس شب میں اس طرح مسجد میں اکٹھے نہیں ہوتے تھے سب اپنے گھروں میں ہی عبادت کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین (جاری ہے)

درسِ حدیث

(۲)

محمود الملة والدّین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' کے تحت ہونے والی مجلس ذکر کے بعد ہر اتوار بعد نمازِ مغرب درس حدیث دیا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان دروس کی افادیت کے پیش نظر ان دروس کو ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرتؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے، آمین (ادارہ)

رسول اللہ ﷺ کا معجزہ

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد غفرلہٗ

(۲۵؍صفر ۱۴۳۵ھ / ۲۹؍دسمبر ۲۰۱۳ء)

۞ ۞ ۞

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما فرماتے ہیں اِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَکَّۃَ وَکَانَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَ ۃَ کہ ایک صاحب ہیں ضِمَادْ ان کا نام ہے اَزْدِ شَنُوْئَۃَ یمن کا بہت بڑا قبیلہ ہے اس سے ان کا تعلق تھا وہ مکہ مکرمہ میں آئے وَکَانَ یَرْقِیْ مِنْ ھٰذَا الرِّیْحِ وہ جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے ! جادو، ٹونہ، جنات وغیرہ کا علاج، اس کے لیے پھونک دیا، دم کر دیا، کوئی منتر ہوں گے، جنتر ہوں گے جاہلیت کے، تو معاون تھے گویا اس دور میں وہ عامل تھے، عملیات کی لائن کے کام کرتے تھے، جب وہ آئے تو فَسَمِعَ سُفَھَاءَ اَھْلِ مَکَّۃَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَّجْنُوْنٌ (ﷺ) کفارِ مکہ پروپیگنڈا کرتے رہتے تھے

آپ کے خلاف ہر وقت، ابھی ہجرت نہیں کی تھی آپ مکہ مکرمہ میں تھے، یہ پرانا طریقہ ہے کفر کا، باطل کا پروپیگنڈا کرنا اور جھوٹا پروپیگنڈا، اتنا جھوٹ بولو، اتنا جھوٹ بولو، اتنا جھوٹ بولو کہ لوگ اس کو سچ یقین کرلیں یہ ان کے ہاں اصول ہے بولتے جاؤ، بولتے جاؤ، بولتے جاؤ کہ لوگ اسے سچ مان لیں ! !

باطل فرقوں کا پروپیگنڈا :

آج بھی یہی چل رہا ہے جتنا باطل فرقوں کا میڈیا ہے چاہے وہ وائس آف امریکہ ہو، چاہے بی بی سی ہو، چاہے فلاں ہو، چاہے فلاں ہو، جو بھی میڈیا دنیا میں اس وقت چل رہے ہیں چاہے وہ مسلمانوں کا ہو یا کافروں کا ہو وہ اسی طریقے پر چل رہا ہے، کافروں کے تابع ہے، مسلمانوں کا میڈیا بھی ان ہی اصولوں پر چل رہا ہے جھوٹ بولنا ہے ! سچ بولنا ہے تو وہ جو اِن کے مطلب کا ہو وہ تو بولیں گے جو ان کے مطلب کا نہ ہو اُس میں پھر جھوٹ بولنا پڑے، وہ سچ کی طرح ہی حلال ہے ان کے ہاں !

چنانچہ وہ یہ پروپیگنڈا کرتے رہے، ہر آنے والے کے بارے میں انہیں یہ خدشہ ہوتا تھا کہ یہ جائے گا ملے گا، نبی علیہ السلام کا ذکر چرچا تو ہوتا تھا تو یہ کہیں ان سے نہ مل پائے ان قریب نہ چلا جائے اس لیے شروع میں یہ ایسی باتیں کردیتے تھے کہ سننے والا سمجھے کہ پتہ نہیں کہ کوئی غیر اہم انسان ہے، کیا کریں گے اس سے مل کر، ملے ہی نہ اپنا کام کرے اور چلتا بنے یہ کوشش ہوتی تھی کفارِ مکہ کی !

ہدایت کا سبب :

اب وہ آئے ہوں گے ظاہر ہے کسی کے پاس ٹھہرے ہوں گے ماحول ہی ایسا تھا انہوں نے سنا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں اِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُوْنٌ ، اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ جنون کی تکلیف ہے دماغی مریض ہیں یا جناتی اثرات ہیں جو بھی کہہ لیں دماغ صحیح کام نہیں کرتا ان کا، یہ وہ کہتے تھے ! اچھا الٹا اثر ہوگیا جب ان سے یہ سنی کانوں میں پڑیں باتیں تو اللہ نے ان کے دل میں اور بات ڈال دی ! انہوں نے دل میں کہا یا ان سے کہا جو بھی ہوں گے، کسی سے کہا یا دل میں کہا کہ لَوْ اَنِّیْ رَاَیْتُ ھٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰہَ یَشْفِیْہِ عَلٰی یَدَیَّ اگر میں ان صاحب سے مل لوں جا کر جن کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ ان کا دماغی

توازن صحیح نہیں ہے، جاؤں دیکھ لوں شاید میرے ہاتھ پر ان کی شفاء ہو ان کے دل میں ترس آ گیا ! !
تو آ کر کہنے لگے ہو سکتا ہے کہ میرے ذریعے کوئی فائدہ ہو جائے انہیں، عامل تو ہوں میں وہ مل لیے آ کر، بجائے رکاوٹ بننے کے اللہ نے ملنے کا راستہ بنا دیا دل میں یہ بات ڈال دی فَلَقِیَهٗ ، نبی عَلَیْهِ السَّلَامْ کی خدمت میں حاضر ہوئے ملے ، کہنے لگے یَا مُحَمَّد ﷺ اِنِّیْ اَرْقِیْ مِنْ هٰذَا الرِّیْحِ فَهَلْ لَکَ ؟ میں یہ جھاڑ پھونک کرتا ہوں اس قسم کے مریض ہوں، دماغی مرض ہو، جناتی مرض ہو، اس کی وجہ سے ڈپریشن آج کل بول دیتے ہیں ایسی چیزیں اگر ہیں تو میرے پاس ایسی جھاڑ پھونک ہے میں وہ کروں گا فَهَلْ لَکَ ؟ کیا آپ چاہتے ہیں ؟ میں ایسا کچھ کرلوں آپ کے لیے ؟ نبی عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامْ نے کچھ نہیں فرمایا بلکہ کچھ چیزیں پڑھیں آپ نے ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ مَن یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَن یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ !

بابرکت کلمات :

یہ کلمات ارشاد فرما کر آگے کچھ اور فرمانا چاہتے ہوں گے، تو وہ سن رہا ہے یہ کلمات بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا اَعِدْ عَلَیَّ کَلِمَاتِکَ هٰؤُلَاءِ یہ جو آپ نے بات کی ، عبارت پڑھی ہے یہ دوبارہ پڑھ کر سنائیں یہ کلمات جو آپ کی زبان سے نکلے ہیں پڑھیں دوبارہ سنوں گا میں آپ نے پھر پڑھ دیے وہی کلمات، عجیب و غریب کلمات ہیں فصاحت و بلاغت تو اللہ نے نبی کو دی ہوتی ہے اب یہ پھر سنے اسے فَاَعَادَهُنَّ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ نبی علیہ السلام نے یہ کلمات تین بار پڑھ دیے، تین دفعہ جب پڑھے تو وہ سن کر کہنے لگا لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْکَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ میں دنیا میں بہت پھرا ہوں بڑے بڑے کاہنوں کی باتیں سنی ہیں جادوگروں کی، جادوگر اس زمانے عالم کو بھی کہتے تھے بہت بڑا افاضل عالم ہو تو اسے سَاحِرْ کا لفظ بھی بولتے تھے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی قرآن پاک میں فرعون نے کہا کہ یہ جادوگر ہے سَاحِرْ ہے، تو جادوگر جو ہوتا تھا، ساتھ کچھ قابلیت بھی اس کی ہوتی تھی اس زمانہ میں ! !

اہلِ زبان کا اعتراف :

تو اب وہ کہنے لگا میں تو بڑے بڑے ساحروں سے اور کاہنوں سے ملا ہوں اور میں نے سنا ان کو اور قَوْلَ الشُّعَرَاءِ شاعروں کے اقوال بھی سنے ہیں فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ کَلِمَاتِ هٰؤُلَاءِ یہ جو کلمات آپ نے کہے ہیں اس جیسے کلمات تو میں نے کبھی کسی کے سنے ہی نہیں جن کی فصاحت و بلاغت اتنی ہو وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ یہ تو فصاحت و بلاغت کا ایک سمندر ہے ! سمندر کو پہنچ گئے قابو سے باہر، یہ عجیب و غریب کلمات ہیں وہ اہلِ زبان تھا اس لیے وہ ان کی فصاحت و بلاغت کو سمجھ گیا، ہم اہلِ زبان نہیں ہیں ہم نہیں سمجھ سکتے، ہمیں ویسے عقیدے کے اعتبار سے حقیقی محبت ہے لیکن اس میں عربی فصاحت و بلاغت کتنی ہے ؟ یہ اہلِ عرب سمجھتے ہیں، اہلِ لسان سمجھتے ہیں جیسے پشتو !

اگر کوئی پشتو میں بہت فصیح بلیغ تقریر کرلے تو میں بھی بیٹھا ہوا ہوں اُس وقت اور اساتذہ بھی بیٹھے ہوں تو ہمیں کچھ بھی اثر نہیں ہوگا اور نہ جھومیں گے لیکن جو پشتو زبان کو سمجھنے والے ہیں وہ تو گم ہوجائیں گے کہ کمال کردیا اس نے اس لیے کہ وہ اہلِ لسان ہے، اردو میں کوئی بڑی فصیح بلیغ تقریر کرے تو اردو دان تو متاثر ہوگا جو اردو نہیں جانتا چاہے بلوچی ہو، چاہے پشتو ہو، چاہے پنجابی ہو، چاہے کوئی ہو وہ متاثر اتنا نہیں ہوگا کیونکہ اسے فصاحت و بلاغت کا اندازہ نہیں پتہ نہیں ! تو چونکہ وہ اہلِ لسان تھے عربی بولتے تھے جانتے تھے پھر اس کا اٹھنا بیٹھنا ہی ادیبوں میں اور پڑھے لکھے اس وقت کے لوگوں میں فصحاء بلغاء میں اس کا اٹھنا بیٹھنا تھا وہ تو فوراً حیران رہ گیا کہنے لگا کہ یہ کلمات تو فصاحت و بلاغت کی انتہاء کو پہنچے ہوئے ہیں ! هَاتِ یَدَكَ اُبَایِعْكَ عَلَی الْاِسْلَامِ [1] اپنا ہاتھ بڑھایئے آپ کے ہاتھ پر اسلام (ایمان) لاتا ہوں، آیا تھا علاج کرنے، آیا تھا پھونک مارنے، خود قابو آگیا ! اللہ نے ایمان مقدر کر رکھا تھا، بجائے اس کے کہ اپنا گرویدا کرتا ان کو، خود گرویدا ہوگیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا اور اسی وقت مجلس میں ایمان لے آیا آپ کے دست اقدس پر !

اتنا متأثر ہوا تو اُدھر اتنا پروپیگنڈا ہو رہا تھا ادھر نبی علیہ السلام کے یہ کلمات تھے، سارا

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الفضائل و الشمائل رقم الحدیث ۵۸۶۰

پروپیگنڈا دماغ سے دھو دیا صاف کر دیا، متأثر ہو کر ایمان لے آئے اور اسلام میں داخل ہو گئے قَالَ فَبَايَعَهُ روایت میں آتا ہے نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے اس کو بیعت کر لیا اسی وقت اسلام پر اور اللہ نے کیا اسے ایمان نصیب ہو گیا ! ! تو یہ نبی علیہ الصلٰوۃ و السلام کے معجزات ہیں، علاماتِ نبوت ہیں یہ باتیں کہ کوئی بھی آدمی آپ کی زبانِ مبارک سے جو نکلنے والے کلمات ہیں اُس جیسی فصاحت بھی کوئی نہیں کر سکتا تھا ! یہ تو قرآنی آیت نہیں ہے جو نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے پڑھی، یہ تو حدیث کے کلمات ہیں جو اللہ نے آپ پر الہام کیے بس وہ پڑھ دیا آپ نے ، قرآن نہیں ہے اس کا یہ اثر ہے قرآن تو اور اونچی چیز ہے اس سے بھی بڑی چیز ہے فصاحت و بلاغت میں ،تو بہرحال وہ حیران ہوا اور اللہ نے اسے ایمان نصیب کر دیا !

ظاہری اور باطنی اصلاح کی طرف توجہ کی ضرورت :

تو کفر کا جو پروپیگنڈا ہے، کفر کا اسلام کے بارے میں جو طرز اور روایت ہے آج بھی وہی ہے جو اُس وقت تھے ! جو اُس وقت تھے وہ آج ہے، جو آج ہے وہ اس وقت تھے ! ہم بدل گئے ہیں ہم میں اتنی خامیاں آگئیں کہ ان کا توڑ بھی نہیں کرتے ،ان کا رد بھی نہیں کر سکتے ، جذبات ہیں ہم میں، اس میں کوئی شک نہیں ہے اللہ نے ایمان بھی دیا ہے جذبہ ہے لیکن اگر ہم اور محنت کریں اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں ، اپنے باطنی احوال کی طرف ، اللہ کے ساتھ اپنا تعلق قوی کرنے کی طرف ، اسے مضبوط کرنے کی طرف تو پھر ایسی تائید آئے گی اللہ کی اِنْ شَاءَ اللّٰہ کہ بات کریں گے تو اثر ہوگا لیکن کب ؟ جب ہم پہلے اپنا ظاہری عمل اور اپنا باطنی عمل دونوں کی اصلاح کریں دونوں پر محنت کی ضرورت ہے اس دور میں ! اگر صرف ظاہری علوم میں مہارت حاصل کر لی اچھی تقریر، تحریر پر بھی عبور ہو گیا ہے لیکن باطنی احوال درست نہیں ہیں تو بھی وہ فائدہ نہیں ہوگا ! تو اس کے ساتھ ساتھ جب ہمارے باطنی احوال درست ہو جائیں گے اور اللہ کے ساتھ تعلق اور معاملہ قوی ہوگا تو پھر اس میں اللہ کی مدد بہت زیادہ قوت کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے اس کی غیبی تائید اور نصرت ہوتی ہے پھر آپ کی جو بات ہوگی وہ بھی اثر کرے گی ، آپ کا جو عمل ہوگا وہ بھی اثر کرے گا ، آپ کی جو حرکت ہوگی وہ بھی ایک معنی

رکھے گی دوسرے کی نظر میں لیکن کب ؟ جب ہم اپنے پر تنقیدی نظر ہر وقت ڈالتے رہیں، اپنا محاسبہ کرتے رہیں، اپنی کوتاہیوں کو دور کرتے رہیں، اس پر اپنے کو ملامت کرتے رہیں، ایک دفعہ میں دور نہیں ہوگی، آدمی سوچتا ہے میں نے اتنی کوشش کی دو چار دفعہ برا کام ہے چھوڑ دوں، چھوڑ دوں، نہیں، چھوڑتے رہیں، تھکنا نہیں، بالآخر چھوٹ جائے گا ان شاء اللّٰہ جب اخلاص سے لگے رہیں گے تو طمع، لالچ، حسد، جلن، یہ بیماریاں آہستہ آہستہ نکلیں گی ایک دم نہیں نکلتیں، مدتیں لگتی ہیں وقت لگتا ہے لیکن جب لگا رہے گا تو اللہ ان کو ان بیماریوں سے پاک کردے گا ان شاء اللّٰہ !

اتباعِ سنت کی ضرورت :

تو اپنے ظاہری اخلاق کو سنوارنے پر بھی محنت کرتا رہے ! اخلاق پر بہت زور دیا ہے نبی علیہ الصلٰوۃ و السلام نے، جب ظاہری اخلاق بھی درست ہوں گے گفتگو بھی اچھی ہوگی اور سنت کے مطابق ہمارا حلیہ، وضع قطع، اٹھنا بیٹھنا ہوگا اور پھر اپنے قلب کے احوال بھی درست کرنے میں کوشش کرتے رہیں گے پھر تو ان شاء اللّٰہ سونے پر سہاگہ ہوگا، اس کے اثرات بھی ہوں گے، برکات بھی ہوں گی، اللہ کی غیبی مدد اور نصرت ہوگی !

مسلمان تنزل کی طرف جارہے ہیں :

اس وقت ہم مسلمان کسی غلط فہمی میں نہ رہیں کہ ہم کوئی کارنامہ کر رہے ہیں یا ہم کچھ ترقی کی طرف جارہے ہیں ! دنیا میں مسلمان اس وقت ابھی تک ترقی کی طرف نہیں جارہا، نیچے جارہا ہے نیچے کی طرف جارہے ہیں ہم، کیونکہ بہت تھوڑے ہیں آٹے میں نمک جو ہے اس سے بھی کم ہیں جو بیچارے دیوانے ہیں، مخلص ہیں، باقی مسلمانوں ہی کی اکثر بڑی تعداد ان کے دشمن، مسلمانوں ہی میں منافق ہیں، نفاق آگیا جو اُن مخلص لوگوں یا نیک لوگوں کے ساتھ جو تعلق انہیں ہونا چاہیے اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری جو ہونی چاہیے، وہ نہیں ہے اس لیے بہت محنت کرنی پڑے گی، بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہوگی تب جا کر ہمارا تنزل رکے گا، ابھی تو تنزل روکنے کی ضرورت ہے، وہ پنکھے کو پکڑ لیں گے ابھی نہیں مسئلہ، ابھی تو ہم نیچے کی طرف گر رہے ہیں جب گر ہی رہے ہیں تو پھر اسے کیسے پکڑ سکتے ہیں ؟

وہ تو جب پکڑیں گے جب گرنے کا عمل رک جائے کہ ہم اپنے قدموں پر کھڑے ہوں سن لیں پھر ہمیں ہوش آئے گا دائیں بائیں دیکھیں پتہ چلے گا، ادھر مشرق، ادھر مغرب، ادھر شمال، ادھر جنوب ابھی تو ہوش ہی اُڑے ہوئے ہیں یہ ہی نہیں پتہ کہ آسمان اوپر ہے یا نیچے ہے ؟ ہوش اڑ جائیں جیسے کسی کے اس وقت مجموعی طور عالم اسلام کی یہ کیفیت ہے ہوش اڑے ہوئے ہیں تو اوپر کیسے جاسکتے ہیں ؟ ؟ جب اپنے قدموں پر کھڑے ہوں گے کپڑے جھاڑیں گے ہوش آئے گا، دائیں بائیں دیکھیں گے پھر اس کے بعد سنبھل کر پھر آگے بڑھنے کی سوچیں گے ابھی تو ضرورت ہے کہ تنزل رک جائے ہمارا !

حضرت شیخ الہندؒ کا ارشاد :

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے تھے کہ مسلمانوں کی تباہی کے اس وقت صرف دو سبب ہیں : ایک آپس کا انتشار ! دوسرا قرآن سے تعلق کی کمی ! قرآن سے تعلق کی کمی کا مطلب اللہ سے تعلق کی کمی ہے کیونکہ یہ اللہ کی رسی ہے حَبْلُ اللّٰہ قرآن اللہ کی رسی ہے، جب اسے پکڑیں گے تو اللہ کو پکڑ لیں گے، یہ اللہ کی صفت ہے علم کا مظہر ہے بہت بڑا، جب اس سے تعلق قوی ہوگا تو اللہ سے قوی ہو جائے گا کیونکہ یہ علم ہے ! قرآن پاک علم ہے، اللہ کی صفتِ علم کا مظہر ہے مظہر اَتم ہے جب اس سے دوستی قوی ہوگی تو اللہ سے قوی ہوتی چلی جائے گی پھر ان شاء اللّٰہ اللہ کی مدد بھی آئے گی !

یہاں دیکھیے نبی علیہ الصلٰوۃ و السلام زبان سے کلمات ادا فرما رہے ہیں اور اس سے اس کی کایا پلٹ دی ! اس وقت کایا پلٹ دی ! یہ تب ہوگا جب ہم اپنے اوپر محنت کریں گے اپنے حال کی اپنی زبان کی اپنے اخلاق کی تمام چیزوں کی محنت جب کریں گے تو پھر ان شاء اللّٰہ اللہ کی مدد ہوگی نبی علیہ السلام کے صدقے میں ان کے واسطے سے وہ برکات وہ تائید غیبی نصیب ہوگی پھر ان شاء اللّٰہ عمل ایسا ہوگا جس سے کل کو ہم اچھی امید وابستہ کرسکیں گے ! اللہ ہمیں بھی، آپ کو بھی سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے، کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، اللہ عمل کی بھی توفیق عطاء فرمائے، قبولیت بھی فرمائے، آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم
کا قومی اسمبلی میں ولولہ انگیز خطاب

تخریج و عنوانات : ڈاکٹر محمد امجد

سب سے پہلے تو میں محمود خان اچکزئی صاحب کو لیڈر آف اپوزیشن بننے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، یقیناً ان کا ایک طویل سیاسی تجربہ ہے ایک لمبے عرصے سے وہ پارلیمنٹرین رہے ہیں اور ملکی سیاست پر ان کی ہمیشہ گہری نظر رہتی ہے، انہوں نے اپنی ابتدائی تقریر میں جس مثبت پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی ہے میرے خیال میں ہم ان ہی خطوط پر اپنی حکمت عملی بنائیں اور ملکی معاملات میں مشاورت، مشارکت، مفاہمت کی روش کو اپنائیں تو ہم بہت سے الجھے مسائل سے نکل سکتے ہیں اور پاکستان کو ایک خوشحال مستقبل دکھا سکتے ہیں ! !

بورڈ آف پیس کا قیام :

جناب اسپیکر ! مسائل تو بہت ہیں کہاں سے آغاز کیا جائے، یہ ہمیشہ ایک مشکل مسئلہ رہا ہے خاص طور پر میری لیے، لیکن آج ہم جس بات کو سب سے زیادہ اہمیت دے سکتے ہیں اور ترجیحی بنیادوں پر اسے اوّلیت دے سکتے ہیں وہ ٹرمپ صاحب کی طرف سے بورڈ آف پیس کا قیام اور پھر اس بورڈ میں پاکستان کی شمولیت، اس حوالے سے گفتگو کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب اسپیکر ! قیام پاکستان کے ایک سال بعد اسرائیل وجود میں آیا، جو درحقیقت ۱۹۱۷ء کے برطانیہ کے وزیر خارجہ دارفور کے معاہدے کے تحت وجود میں آیا جو نوآبادیاتی نظام کے تسلسل کی ایک علامت تھا اور بالآخر فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کی ریاست قائم کردی گئی ! میں اس سے قبل بھی اسی فلور پر اس وقت کے جو لیگ آف نیشنز کے تحت قائم کی گئی کمیٹی، کہ جنہوں نے یورپ کے اندر یہودیوں کی دربدری کے حوالے سے رپورٹ بیان کی ہے اس میں بھی انہوں نے صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ ان کو فلسطین میں آباد نہ کیا جائے ! انہوں نے بھی یہ کہا ہے کہ یہ خطہ اقتصادی لحاظ سے

کمزور ہے، اس پر مزید آبادی کا بوجھ نہ ڈالا جائے ! اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ علاقہ اوور پاپولیٹڈ ہے مزید یہاں پر لوگوں کی آبادکاری مشکلات پیدا کر سکتی ہیں ! لیکن ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت انہوں نے عربوں کی پیٹھ میں اسرائیل کی صورت میں ایک ایسا خنجر گھونپا جس سے آج بھی پیپ رس رہا ہے، عرب زخمی ہیں، مسلمان بھائی زخمی ہیں، ان کا بیت المقدس اور ہمارا قبلہ اوّل ان کے قبضہ میں ہے ! اور ایسے حالات میں آج جب ٹرمپ صاحب ایک بورڈ آف پیس بنا رہے ہیں ! اور ان کی مرضی ہے وہ کس کو اس میں شامل کریں اور خود اس کا چیئر مین رہے اور اس سے ہم وہاں پر امن، استحکام، معیشت، فلسطینیوں کی بہتری، اس کے امید وابستہ کریں تو پھر میر کا وہ شعر کہ

میر کیا سادہ ہیں، بیمار ہوئے جس کے سبب اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

ٹرمپ نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کا چیئر مین میں خود ہوں گا، اس کی کمانڈ میرے ہاتھ میں ہوگی اور یہ بھی واضح ہے کہ اسرائیل نے اگر ستر ہزار سے زیادہ فلسطینی مسلمانوں کو شہید کیا ہے جو عام شہری ہیں، مسلح لوگ نہیں، جس میں اکثریت بچوں کی ہے اور خواتین کی ہے ! ایک سال ڈیڑھ سال کے اندر ستر ہزار لاشیں اگر کسی قوم نے دیکھی ہیں تو وہ فلسطینی قوم ہے ! ایک لاکھ سے زیادہ فلسطینی بھوک اور بیماری کے سبب شہید ہو چکے ہیں ! ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ فلسطینی بے گھر ہو چکے ہیں ! جو کرب وہاں پر گزرا ہے کیا کسی مسلمان کو اس بات کا احساس ہے ! ہمارا وہ ایمانی رشتہ کہاں چلا گیا ہے جس کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِھِمْ وَ تَوَادِّھِمْ وَ تَعَاطُفِھِمْ کَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی عُضْوًا تَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ جَسَدِہٖ بِالسَّھَرِ وَالْحُمّٰی [1]

ایمان والوں کی مثال ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنے میں، ایک دوسرے پر مہربان ہونے میں ایک دوسرے کے ساتھ دوستی کرنے میں ایسی ہے جیسے ایک جسم، کہ اگر اس کے سر میں درد ہے تو پورا جسم بے قرار، اگر اس کی آنکھ میں درد ہے پورا جسم بے قرار، اگر جسم کے کسی حصے میں درد مچل رہا ہے ساری رات جاگتے گزارتا ہے اور بخار میں گزارتا ہے ! !

---

[1] صحیح البخاری کتاب الادب رقم الحدیث ۶۰۱۱

کیا آج امتِ مسلمہ اپنے آقائے نامدار ﷺ جن کا نام لے کر ہم دنیا میں جی رہے ہیں، کیا ان کے ان ارشادات کا مصداق ہے ؟ کیا ہم نے اپنے فلسطینی بھائیوں کے ساتھ اس ہمدردی کا اظہار کیا جس کے وہ مستحق تھے ؟

جنابِ اسپیکر ! ہماری پالیسیاں یہاں پر بنتی ہیں بین الاقوامی دباؤ کے تحت ! ہم نے اپنی خارجہ پالیسی کبھی اپنے مفادات کے گرد نہیں بنائی، بانی پاکستان نے جن کے قد آدم تصویر کے نیچے آپ بیٹھے ہیں، پورا ایوان بیٹھا ہے، انہوں نے اسرائیل کے قیام کے حوالے سے دو تاریخی اقدامات کیے ہیں، اسے قوم کے سامنے کیوں ہائی لائٹ نہیں کیا جا رہا ؟ ۱۹۴۰ء کی قرارداد جس کو ہم تاسیس پاکستان کی بنیاد قرار دیتے ہیں، ۱۹۴۰ء کی قرارداد میں اسرائیلی بستیوں کا قیام، فلسطینی علاقے میں ان کی آبادکاری، اس کی صراحت کے ساتھ مذمت کی گئی ہے اور عہد کیا گیا ہے کہ ہم فلسطینیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے اور جب ۱۹۴۸ء میں وجود میں آیا تو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے اس کو ایک ''ناجائز ریاست'' سے تعبیر کیا ! !

آج ہم جو کچھ کر رہے ہیں، ہماری حکومت جو کچھ کر رہی ہے، کچھ لمحوں کے لیے سوچا ہے کہ ہم بانی پاکستان کے تصورات اور ان کے نظریات جو اسرائیل کے حوالے سے ہیں اس سے کوئی مناسبت بھی رکھتے ہیں، پیروی تو دور کی بات ہے !

جنابِ اسپیکر ! آج ہم اپنی تاریخ بھول بیٹھے ہیں، کوئی قدر و قیمت نہیں کہ اس وطن عزیز کی آزادی کے لیے دو سو سال تک اس برصغیر کے باسیوں نے قربانیاں دیں، پچاس ہزار علماء کرام کو پھانسیوں پہ لٹکایا گیا، توپوں سے اڑایا گیا اور ایک انگریز کہتا ہے کہ جب ہم ان کو توپوں سے اڑا رہے تھے تو ایک ایک سے ہم تنہائی میں پوچھتے تھے کہ صرف اتنا کہہ دو کہ میرا اس آزادی کی تحریک سے تعلق نہیں تھا آپ کی زندگی بچ جائے گی، کہتا ہے پچاس ہزار لوگوں کو ہم نے اڑا دیا لیکن ایک بھی ایسا بندہ نہیں تھا جس نے کہا ہو کہ میرا اس تحریک سے تعلق نہیں تھا ! ! ان جذبوں سے آج ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اس تاریخ سے گزر کر آج ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور اس ساری صورتحال کا ادراک اگر بانی پاکستان

کو تھا تو بانی پاکستان کے نام پر روٹیاں اور ٹکڑے کمانے والے آج یہ حکمران ان کے ان ارشادات اور نظریات کو کیوں فالو نہیں کرتے ؟

ایک لمحہ کے لیے بھی سوچا ہے، ذرا اپنے ایمان کو ٹٹولو، کیا ہمارے دلوں میں وہ ایمان اب موجود ہے، ہم لوگ نام کے مسلمان بنے بیٹھے ہیں ! آج ہم بڑی خوشی سے جا رہے ہیں، ہمیں دعوت دی گئی ہے، ان کی دعوت کو ہم قبول کر رہے ہیں، ہم کیا کہیں گے، یہی کہیں گے نا کہ فلسطینیوں کی زندگی، وہاں پر استحکام، وہاں کی معیشت، انسانوں کے امن کو مستحکم کرنا یہی الفاظ کہیں گے نا قوم کو مطمئن کرنے کے لیے، کیا یہ الفاظ جو کچھ ہوا اور جن کے ہاتھوں ہوا اور ان ہی کے ہاتھوں سے پھر یہ امید وابستہ کرنا، یہ اپنے آپ کو خود جاہل بنانے کی کوشش ہے !

دانستہ طور پر اپنے آپ کو جیسے ہم سادہ لوگ ہیں اور ہم بڑے خلوص کے ساتھ جا رہے ہیں اور نیک نیتی کے ساتھ جا رہے ہیں، اگر آپ نے پچیس کروڑ پاکستانیوں کی نمائندگی کرنی ہے وہاں پر، کیا اس ایوان کا جسے میں عوام کا نمائندہ نہیں سمجھتا، لیکن پھر بھی ایک ایوان ہے جو دعویٰ ہے کہ یہ عوام کے نمائندے ہیں، آپ نے یہ تکلف برداشت کیا کہ ایک لمحے کے لیے اپنے ایوان کو اعتماد میں لے، حکومت کے اراکین کا بھی حق ہے، اپوزیشن کے اراکین کا بھی حق ہے کہ وہ معلوم کریں اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ ہمیں بتائیں کہ اس کے پیچھے کیا حکمت عملی ہے اور کیا مصلحت ؟ ؟ یہاں تو سیٹیں ہی خالی ہیں، کوئی وزیر نظر نہیں آ رہا، ماشاء اللہ چودھری صاحب ہیں، پوری حکومت کے نمائندے ہیں، رانا صاحب بھی تشریف فرما ہیں، ہمارے بزرگ بھی ہیں سارے، لیکن بہر حال مسئلہ سنجیدہ ہے کہ ایوان کو کوئی اہمیت نہیں دی جا رہی اور مکمل سیٹیں اس وقت ایوان کی خالی ہیں، ایوان کو اعتماد میں نہیں لیا جا رہا ! ایوان کو تو چلو آپ اعتماد میں نہ لیں، کیا آپ نے جب یہ فیصلہ کیا اس فیصلے کو کابینہ کے سامنے پیش کیا ہے ؟ کابینہ کے سامنے پیش نہیں کیا آپ نے، جو آپ کی ایگزیکٹو باڈی ہے ! اس طرح قوم کو بے خبر رکھنا، حضرت اس ایوان میں جب شملہ معاہدہ کرنے کے لیے جناب ذوالفقار علی بھٹو جا رہے تھے تو بھرے ایوان میں انہوں نے ایوان کو اعتماد میں لیا، حزبِ اختلاف کے لوگوں نے

دل کھول کر ان کو اعتماد دیا، کوئی اختلاف کی بات نہیں کی ان سے، نوے ہزار ہمارے لوگ قیدی تھے، ملک ٹوٹ چکا تھا، حالات کی بحالی کا تقاضا تھا، لیکن کیا آج بھی وہی صورتحال ہے کہ فلسطین جیسا انتہائی حساس نازک مسئلہ، قبلہ اوّل کا بڑا انتہائی نازک مسئلہ جس کا تعلق امت مسلمہ کے دلوں کے ساتھ ہے کیا اس مسئلے پر قوم کو اعتماد میں لینے کی کوئی ضرورت نہیں ؟ ؟

ملکی حالات کا جائزہ :

جناب اسپیکر ! بورڈ آف پیس بنایا گیا ہے مجلس الامن، پہلے تو اس پر بھی ذرا ہمیں بات کر لینی چاہیے کہ یہ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کے ہوتے ہوئے ایک متوازی ادارے کی حیثیت نہیں رکھتا، کہاں گئے بین الاقوامی ادارے جن کی اس حوالے سے ذمہ داریاں تھی، آج نئے عنوانوں کے ساتھ جہاں جاتے ہیں امن کے نام پر، افغانستان میں آئے امن کے نام پر، بیس سال بمباریاں کر کر کے انہوں نے پورے افغانستان کو کھنڈر بنا دیا، عراق میں داخل ہوئے پورے عراق کو کھنڈر بنا دیا، وہاں بھی امن کے لیے آئے تھے، لیبیا میں داخل ہوئے لیبیا کو اجاڑ کر کے رکھ دیا ! آج تک کسی سے سنبھلا نہیں جا رہا، مختلف علاقوں میں مختلف لارڈز اور وہاں کے مختلف گروپوں کی حکومتیں ہیں، ہر ایک اپنا الگ الگ ٹیکس وصول کر رہا ہے اور اپنے ملک میں جا رہے ہیں وہاں پر غزہ میں، فلسطینیوں کو امن دینے، وہاں معاشی استحکام دینے اور اپنے ملک کا کیا حال ہے ؟ اپنے ملک میں پچیس سال سے خون ریزی ہو رہی ہے، اس سے پیچھے بھی اس کی تاریخ ہے۔ ہمارے پورے اضلاع کے اضلاع، جناب اسپیکر آپ کی توجہ چاہتا ہوں، آپ کے نوٹس میں ہونا چاہیے اور ایوان کے نوٹس میں ہونا چاہیے، فیصل آباد میں امن ہے، لاہور میں امن ہے، ساہیوال میں امن ہے، کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن چونکہ وہاں امن ہے ان کو احساس نہیں کہ ہم کس حالت میں وہاں زندگی گزار رہے ہیں !

میرے اضلاع کے اضلاع اس وقت مسلح گروپوں کے حوالے ہیں ! ٹیکس وہ وصول کر رہے ہیں، انتظامیہ نظر نہیں آ رہی، ہماری فوج جو امن کے قیام کے لیے قربانیاں دے رہے ہیں اپنی پوسٹیں خالی

کرکے ان کے حوالے کر رہے ہیں، جس ضلع میں، میں رہتا ہوں اس ضلع کے ساتھ اسی ڈویژن میں ٹانک کا علاقہ ہے، لکی مروت کا علاقہ ہے، بنوں کا علاقہ ہے، وہاں پر کوئی حکومت موجود نہیں ہے اور میں اس فلور پر ذمہ دار کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں، اس کو خواہ مخواہ ایک تقریر نہ سمجھیں، میں کوئی خطابت نہیں کر رہا ہوں، میں آپ کو زمینی حقائق سے آگاہ کر رہا ہوں، جہاں میں رہتا ہوں اس کے دونوں طرف پہاڑ ہیں، دونوں پہاڑوں میں قبضہ مسلح گروہوں کا ہے، رات کو آتے ہیں دکانوں سے سودے لیتے ہیں چلے جاتے ہیں، کوئی ٹھیکے دار کنسٹرکٹر وہاں کام نہیں کر سکتا جب تک کہ آپ ان کو ٹیکس نہیں دیں گے

ہم جب یہاں سے بجٹ پاس کرتے ہیں تو مجھے یہ اب یقین ہو رہا ہے کہ ہم جب یہاں سے بجٹ پاس کرتے ہیں تو اس بجٹ میں ہم دس فیصد ان کا حصہ رکھ کر پاس کرتے ہیں اور جونہی یہاں سے پیسہ فیلڈ میں جاتا ہے وہ اپنا دس فیصد حصہ وصول کر کے چلے جاتے ہیں، کوئی رکاوٹ ان کے لیے نہیں ہے ! تمام سرکاری آفیسر زندہ رہنے کے لیے ان کو ماہانہ بھتے دیتے ہیں۔ تمام کاروباری طبقہ وہاں کے خوانین وہ ان لوگوں کو بھتہ دے کر زندگی گزار رہے ہیں ! آپ نے اتنا آسان سمجھ لیا ہے ....اپنے ملک کا یہ حال ہے، جا رہے ہو وہاں غزہ میں ان کے ظلم میں شریک ہو رہے ہو، فلسطینی شاید اتنی واضح بات نہ کر سکے وہ بہت مجبور حالت میں ہیں۔ لیکن ہمیں کہیں جا کر بات کرنی پڑتی ہے کہ پالیسیاں تو ٹھیک رکھو، کشمیر تو رہا نہیں وہ تو ہم دے چکے ہیں، ستر سال ہم نے ان کے خون پر، ان کے عزتوں پر، ان کے ناموس پر، اپنی بہنوں کے ناموس پر سیاست کی اور آج خاموش ہو کر ہم نے چھوڑ دیا ہے ! کیا اس کی تحقیق نہیں ہونی چاہیے ؟

اس کے پس پردہ محرکات کو ہمیں آگے نہیں لانا چاہیے ؟ بنگال چلا گیا کچھ پتہ نہیں کیوں ؟ کشمیر چلا گیا کچھ پتہ نہیں کیوں ؟ اور جناب اسپیکر ناراض نہ ہوں، میں پاکستانی ہوں، پاکستان کا وفادار ہوں، یہاں پر بار بار وفاداری کا حلف اٹھا چکا ہوں، میں اپنے حلف پر قائم ہوں، لیکن جس خطے پر پینتالیس سال سے خون بہہ رہا ہو یعنی نصف صدی اس خاص علاقے میں خون بہہ رہا ہو، وہ قیام امن، استحکام کا تقاضا نہیں کرتا، وہ کسی نئی جغرافیائی تبدیلی کی نشاندہی کرتا ہے۔ تو بتا دو کیا ارادے ہیں

اس ملک کے لیے ؟ کیا ارادے ہیں ہمارے لیے ؟ کیا ارادے ہیں پشتونوں کے لیے ؟ کیا ارادے ہیں بلوچوں کے لیے ؟ کیا ارادے ہیں ان دو صوبوں کے لیے ؟ ہمیں واضح کیا جائے، صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں، کچھ تو ہمیں واضح کرو، اندھیروں میں رکھا ہوا ہے ہم لوگوں کو، کچھ ہمیں اپنا مستقبل نظر نہیں آ رہا، ہم کس حالت میں زندگی گزار رہے ہیں ! سب بچے ہمارے ہیں، میرے گھر کے لوگ تک محفوظ نہیں رہے، میرے بچے تک محفوظ نہیں رہے، سرکاری ملازمین اٹھا لیے جاتے ہیں کچھ پتہ نہیں، اور ایک کے ہاتھ سے چھوٹتے ہیں تو دوسرے تیار بیٹھے ہیں وہ گرفتار کر لیتے ہیں ! فوج سے چھوٹتے ہیں تو ادھر گرفتار، ادھر سے چھوٹتے ہیں تو فوج سے گرفتار، کیا زندگی ہماری بنا رکھی ہے اور جا رہے ہیں وہاں غزہ پیس بورڈ میں شرکت کے لیے تاکہ ٹرمپ کی آشیر باد حاصل کی جا سکے، یہ ہے ہماری آزادی، یہ ہے ہماری حریت، ذرا اپنے کتاب کے صفحات کا مطالعہ کیجئے کہاں ہم کھڑے ہیں ! !

اور پھر جناب اسپیکر ! اس بورڈ آف پیس کا رُکن، اس قصاب کو، نیتن یاہو کو اس کا رکن بنایا گیا ہے، اسرائیل اس کا رکن ہے جس کے ہاتھوں یہ قتل عام ہوا اور آئندہ ہم اس خطے میں وہ اپنی رائے ظاہر کر چکے ہیں اور ایک سال ہو گیا ہے ٹرمپ کے امن فارمولے کا اور آج بھی وہاں بمباریاں ہو رہی ہیں ! آج بھی بمباریاں رُکی نہیں ہیں ان کی، جو اس وقت بھی عام شہریوں پر بمباریاں کر رہا ہے وہ بھی آج بورڈ آف پیس کا رکن بن رہا ہے ! تو نیتن یاہو بھی اس مجلس میں بیٹھے ہوں گے اور جناب شہباز شریف صاحب بھی بیٹھے ہوں گے شانہ بشانہ اور اس خطے کے امن کے لیے سوچ رہے ہوں گے کہ یورپی ممالک میں جہاں پبلک نے مظاہرے کیے، جہاں ان کو احساس ہے کہ ہماری عوام اس پالیسی کے حق میں نہیں ہیں وہ تو اس بورڈ میں جانے سے انکار کر رہے ہیں ! ہمارے ملک میں ان سے بڑے مظاہرے ہوئے ہیں، میں نے لیڈ کیے ہیں مجھے پتہ ہے کہ پاکستان کی عوام اس موضوع پر کس طرح میدان میں آئی ہے، لیکن خدا جانے ہم کیا سوچ رہے ہیں اس حوالے سے ! ! تو اس اعتبار سے ہمیں سوچنا ہو گا ! !

جناب اسپیکر ! کدھر ہے ہماری جمہوریت ؟ اب تو صرف پاکستان نہیں، دنیا کے نظام میں تبدیلی آرہی ہے، مغرب جمہوریت کی بات کرتا تھا لیکن جمہوریت کے پردے میں ایک جابر قسم کا سرمایہ دارانہ نظام چھپا تھا، مشرق کمیونزم کی بات کرتا تھا لیکن اس کمیونزم کے فلسفے کے پیچھے ایک آمریت کی برائی بھی چھپی ہوئی تھی، آج مغربی دنیا کی جمہوریت بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور آمریت ننگی ہو کر سامنے آرہی ہے ! اور مشرقی دنیا کا کمیونزم بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور آمریت ننگی ہو کر سامنے آرہی ہے ! اب دنیا میں آمرانہ نظام اور سرمایہ دارانہ نظام اور اس کے پیچھے عسکری قوت یہ مل کر دنیا میں حکومت کرے گی ! جمہوریت کا خاتمہ پوری دنیا میں ہو چکا ہے۔ وینزویلا کے صدر اور ان کی اہلیہ کو گھر میں جا کر گرفتار کر لیا، اس کو گرفتاری کا نام دیا گیا ہے، اغوا کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کو اغوا کیا گیا ہے ! !

اب ٹرمپ جیسا اغوا کار جو ایک ملک کے سربراہ کو اس کے گھر سے اٹھا لیتا ہے، روس اس وقت یوکرین میں ہے، نہ معلوم آنے والے وقت میں کیا ہو رہا ہے دنیا کے اندر، ہمیں بھی سوچنا چاہیے ! ہمارے ہاں بھی جمہوریت ختم ہو گئی ہے، ہمارے ہاں بھی دولت اور سرمایہ کی جنگ شروع ہو گئی ہے ! ہمارے ہاں بھی آمریت، عسکری قوت، سرمایہ داریت یہ مل کر اب اپنا رول ادا کر رہے ہیں۔ پتہ نہیں ہم یہ جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے لوگ ہیں جو جمہوریت کی بات کرتے ہیں بچا سکیں گے یا نہیں، ہم نے قسم کھا رکھی ہے کہ وہ پارلیمنٹ جس نے آئین پاس کیا، جس نے آئین پاس کرتے ہوئے اس پر عہد و پیمان کیا کہ اس پارلیمنٹ میں کوئی قانون سازی قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہوگی، ہر قانون سازی قرآن و سنت کے تابع ہوگی، قراردادِ مقاصد ہمارے آئین کا حصہ ہے، ہمارے ہاں جو قانون سازیاں ہیں ماضی میں، کیا تعلق ہے ان کا اسلام کے ساتھ ؟ ؟

آئین کی حیثیت ؟

اور اسی فلور پر مجھے نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ جناب اسحاق ڈار صاحب نے جواب دیا کہ ہم بھی اللہ اور رسول کو مانتے ہیں، آپ ہمیں بتائیں کیا ہم سے غلطی ہوئی ہے ؟ اب اس ساری

صورتحال میں جناب اسپیکر ! نہ ہمارے ہاں آئین کی کوئی حیثیت رہ گئی ہے، حکومت جب چاہے مرضی ہے اس کی قرآن وسنت کے بالکل منافی حرام قانون سازی کرے، کہتے ہیں ہمارا جمہوری حق ہے، جمہوری حق ہے قانون سازی کے حوالے سے، لیکن آپ پابند بھی ہیں آپ کی جمہوریت اتنی آزاد نہیں کہ وہ حلال کو حرام قرار دے اور حرام کو حلال قرار دے، یہ مغربی جمہوریت ہے ! !

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں جب آئین بنا تو سب کو اطمینان دیا گیا، چھوٹے صوبوں کو بھی، بڑے صوبوں کو بھی برابر رکھا گیا، لیفٹ رائٹ اور سنٹرلسٹ سب کو برابر رکھ کر آئین بنایا گیا اور اسی وجہ سے وہ ایک متفقہ آئین ہے۔ لیکن ایک سال کے اندر اندر آئین کے اندر دو ترامیم آنا اور صرف اتھارٹی حاصل کرنے کی جنگ ہے، پارلیمنٹ کے اختیارات کو عوام کے اختیار کو کمزور کر کے محض اپنی اتھارٹی اور گرفت کو مضبوط کرنے کی جنگ آپ ہمارے آئین پارلیمنٹ میں لڑ رہے ہیں، ہمیں بے بس کر رہے ہیں ! !

تو ہمارا اس وقت جو نظام چل رہا ہے حضرت یہ صرف غیر جمہوری نہیں ہے بلکہ ایک بے بس نظام ہے جو ایک جمہور کے تحت نہیں جبر کے تحت چل رہا ہے ! اگر دو تہائی اکثریت ستائیس ویں ترمیم میں بنائی گئی یہ صرف جعلی نہیں بلکہ جبری اکثریت تھی، اور آپ نے جو قانون سازیاں کیں جو چھبیسویں ترمیم میں آپ نے قانون سازیاں کی ہیں یا ہمارے ترامیم اس میں شامل کی ہیں ایک سال ہو گیا ہے، آپ نے ترمیم کی کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات بحث کے لیے ایوان میں پیش کی جائیں گی ایک بھی سفارش بحث کے لیے آج تک پیش نہیں ہو سکی ! سود کا خاتمہ ہوگا یکم جنوری ۲۰۲۸ء سے، کسی شعبے میں ہمیں کچھ تبدیلی اس حوالے سے نظر نہیں آ رہی ہے۔

اٹھارہ سال سے کم عمر کی شادی :

اٹھارہ سال سے کم عمر کی شادی کو زنا بالجبر قرار دینا، انا للہ وانا الیہ راجعون عجیب تصور ہے کہ جنرل مشرف کے زمانے میں یہاں حقوق نسواں کے نام پر ایک قانون پاس ہوا جس میں زنا کے لیے

سہولیات مہیا کی گئیں اور جائز نکاح کے لیے اب آپ مشکلات پیدا کر رہے ہیں اور پتہ نہیں یہ الفاظ اور اصطلاحات جاہلانہ قسم کے کہاں سے وارد ہو کر آپ اس کو پاکستان کے آئین اور قانون کا حصہ بنا لیتے ہیں ! ! تو یہ وہ ساری چیزیں ہیں کہ جس سے نہ میرے ملک کا آئین رہے گا نہ میرے ملک کا قانون رہے گا، نہ میرے ملک کی جمہوریت رہے گی، نہ میرے ملک کا مذہب رہے گا اور طفل تسلیوں سے اب کام نہیں بنے گا ! سب خطیب لوگ ہیں، اچھی گفتگو کر لیتے ہیں، شاید یہ کوشش کریں کہ اچھے الفاظ کے ساتھ وہ ہمیں مطمئن کرنے کی کوشش کریں، لیکن مطمئن نہیں کر سکتے۔

اور اب پھر فروری آ رہا ہے اور آٹھ فروری بھی آ رہا ہے، ہم نے تاریخ میں کئی سیاہ دن دیکھے ہیں لیکن اب ہمیں آٹھ فروری بھی بطور ایک سیاہ دن کے منانا ہوگا، جو کچھ عوام کے ووٹ کے ساتھ کیا گیا شاید پاکستان کی تاریخ میں ایسا ظلم کہیں نہیں ہوا ہوگا ! یہ تو ہم ہیں کہ ہم زیادہ معاملات کو خراب نہیں کرنا چاہتے، ہم کہتے ہیں اصلاح کی طرف جائے، مفاہمت کے رنگ میں ہم آگے کی طرف جائیں، لیکن ہماری مفاہمت کی تمام خواہشات روندی جا رہی ہیں ! اس لیے ہمیں ان تمام چیزوں پر غور کرنا ہوگا، ان قانون سازیوں کو واپس کرنا ہوگا، اس ستائیس ویں ترمیم میں جو استثنا حاصل کی گئی ہے، جو مراعات تاحیات حاصل کی گئی ہے ان کو واپس کرنا ہوگا، نہ جمہوریت میں اس کا کوئی جواز ہے، نہ اسلام میں اس کا کوئی جواز ہے، اور نہ اخلاقی طور پر اس کا کوئی جواز ہے ! ہم یہ چیزیں اس ملک کے اندر کیسے برداشت کریں ؟ ؟

تو ان سب چیزوں کو ایڈریس کرنا ہوگا اور آج میں بڑی وضاحت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ بورڈ آف پیس امریکہ کی قیادت میں اور اس میں نیتن یاہو کی شمولیت کسی قیمت پر پاکستان کو قبول نہیں ہونی چاہیے اور ہمیں واضح طور پر انکار کر دینا چاہیے کہ ٹرمپ کی چیئرمین شپ میں اور نیتن یاہو کی موجودگی میں اس بورڈ آف پیس کی کوئی افادیت نہیں ہے اور ہم اس کو مسترد کرتے ہیں۔ (۲۲/ جنوری ۲۰۲۶ء)

✿ ✿ ✿

اٹھارہ سال سے کم عمر کی شادی کا قانون
دینی تشخص اور دینی فکر کی روشنی میں

﴿ حضرت مولانا محمد عابد صاحب، استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ملک میں کم عمری کی شادی پر پابندی سے متعلق حالیہ بحث محض ایک قانونی اختلاف نہیں ہے بلکہ یہ شریعت، آئین اور ریاستی ترجیحات کے باہمی تعلق کا سنجیدہ سوال بن چکی ہے۔ دینی مجلّہ ہونے کے ناطے ہمارا فریضہ ہے کہ اس مسئلے کو وقتی سیاسی شور سے الگ رکھ کر، اہلِ سنت والجماعت کی مستند فکری روایت کی روشنی میں قارئین کے سامنے رکھیں !

مذہبی مکتبِ فکر ہمیشہ سے اس اصول پر قائم رہا ہے کہ نکاح ایک شرعی عبادت ہے جس کے بنیادی احکام قرآن، سنت اور فقہ ٔ حنفی میں واضح طور پر موجود ہیں، کسی بھی عمر کے لڑکے اور لڑکی کا نکاح پڑھانے پر شرعاً کوئی پابندی نہیں ہے، جبکہ رخصتی کے لیے اصل معیار بلوغت، عقل اور مصلحت ہے نہ کہ کوئی متعین عددی عمر ! اسی بنا پر ہمارے بزرگوں (جن میں مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیعؒ ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم اور مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہم شامل ہیں) نے حکومت کی جانب سے بنائے جانے والے خاندانی قوانین میں غیر شرعی مداخلت کی ہمیشہ اصولی مخالفت کی ہے ! !

پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں بعض لمحات ایسے ہیں جو محض ایک قانون یا ایک تقریر تک محدود نہیں رہتے بلکہ وہ فکری تسلسل، دینی غیرت اور اجتماعی شعور کی علامت بن جاتے ہیں۔ مارچ ۱۹۶۳ء میں قومی اسمبلی کے ایوان میں مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی عائلی قوانین کے خلاف ایک گھنٹہ دس منٹ کی تاریخی تقریر اسی نوعیت کی ایک فیصلہ کن تقریر تھی، اسی فکری روایت کا تسلسل ہمیں آج قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم کے حالیہ جرأت مندانہ اعلان میں دکھائی دیتا ہے جس میں اٹھارہ سال سے کم عمر میں شادی پر پابندی کے قانون کی برملا مخالفت کی گئی ہے۔

عائلی قوانین اور مفکرِ اسلام کی للکار :

ایوبی دور میں متعارف کرائے گئے عائلی قوانین کو جدیدیت کے نام پر پیش کیا گیا مگر درحقیقت ان میں متعدد دفعات ایسی تھیں جو اسلامی خاندانی نظام، فقہی اصولوں اور معاشرتی اقدار سے متصادم تھیں اس نازک مرحلے پر حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے قومی اسمبلی کے ایوان میں جس جرأت، علمی استدلال اور دینی بصیرت کے ساتھ ان قوانین کو چیلنج کیا، وہ پاکستان کی پارلیمانی تاریخ کا درخشاں باب ہے !

مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کا موقف واضح تھا کہ خاندانی نظام محض سماجی معاہدہ نہیں بلکہ شریعتِ اسلامیہ کا ایک بنیادی ستون ہے جس میں من مانی قانون سازی امت کے دینی تشخص کو کمزور کر دیتی ہے ! انہوں نے فرمایا تھا کہ ریاست اگر شریعت سے ہٹ کر خاندانی معاملات میں مداخلت کرے گی تو اس کے نتائج معاشرتی انتشار اور اخلاقی زوال کی صورت میں ظاہر ہوں گے ! !

اصولی سیاست اور دینی غیرت کی مثال :

یہ معرکہ کسی وقتی سیاسی مفاد کے لیے نہیں تھا، بلکہ یہ اس اصولی سیاست کا اظہار تھا جس میں اقتدار سے زیادہ اَقدار کو ترجیح دی جاتی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے واضح کر دیا کہ اسلام کے نام پر بننے والی ریاست میں اسلامی احکام سے انحراف کسی صورت قابلِ قبول نہیں ! یہی وہ فکر تھی جس نے انہیں محض ایک سیاستدان نہیں بلکہ مفکرِ اسلام کے مقام پر فائز کیا ! !

موجودہ تناظر، کم عمری کی شادی پر پابندی کا قانون :

وقت بدلا، حالات بدلے، مگر چیلنج کی نوعیت آج بھی کم و بیش وہی ہے، گزشتہ دنوں قائد جمعیت کی جانب سے اٹھارہ سال سے کم عمر میں شادی پر پابندی کے قانون کی برملا مخالفت اور اس کی خلاف ورزی کے اعلان نے ایک بار پھر قومی سطح پر بحث کو جنم دیا ہے۔ ناقدین اسے قانون شکنی قرار دے رہے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اعلان اسی فکری تسلسل کا حصہ ہے جس کی بنیاد مولانا مفتی محمودؒ نے رکھی تھی ! !

قائد جمعیت کا موقف یہ ہے کہ نکاح کے لیے عمر کی اہلیت کا تعین مغربی پیمانوں سے نہیں بلکہ

شرعی اصولوں کی بنیاد پر ہونا چاہیے ! ان کے نزدیک حکومت کا بنایا گیا یہ قانون نہ صرف اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے بلکہ دیہی اور روایتی معاشرے کی زمینی حقیقتوں سے بھی ہم آہنگ نہیں ! !

قانونِ شریعت اور ریاستی ذمہ داری :

یہ سوال اپنی جگہ اہم ہے کہ ریاست کا دائرہ اختیار کہاں تک ہونا چاہیے ؟ کیا شریعت کے واضح احکام کے مقابلے میں پارلیمانی اکثریت کو حتمی اختیار حاصل ہے ؟ قائدِ جمعیت بھی یہی سوال اٹھا رہے ہیں، اگر قانون سازی شریعت سے متصادم ہو تو دینی قیادت کا فرض محض خاموش تماشائی بننا نہیں بلکہ اصولی مزاحمت کرنا ہے ! !

سیاسی مبصرین اگر قانون کی بالادستی کی بات کرتے ہیں تو یہ بات اپنی جگہ درست ہے، مگر شرعی نقطہ نظر سے اصل سوال یہ ہے کہ کیا ہر قانون واجب التعمیل ہوتا ہے چاہے وہ قرآن وسنت سے متصادم ہو ؟ دستورِ پاکستان کا آرٹیکل ۲۲۷ خود اس بات کا ضامن ہے کہ کوئی قانون اسلامی احکام کے خلاف نہیں بنایا جاسکتا ! ہم اس امر پر زور دیتے ہیں کہ

(۱) دینی معاملات میں قانون سازی سے قبل مستند علماء اور جید فقہاء سے مشاورت لازم ہے !

(۲) عمرِ نکاح جیسے حساس مسئلے کو یک رخی عالمی دباؤ کے تحت طے کرنا فکری غلامی کے مترادف ہے !

(۳) دینی قیادت کی اصولی مزاحمت کو محض سیاسی ہنگامہ آرائی کہنا علمی دیانت کے خلاف ہے !

کم سنی میں نکاح کی موجودہ بحث اس وقت ملکی بیانیے میں ہے اور آج کے حالات میں دونوں حلقوں کی آراء واضح طور پر دو مختلف زاویوں سے سامنے آرہی ہیں۔ موجودہ تناظر میں سیاسی مبصرین کی اکثریت اس معاملے کو ریاستی نظم، قانون کی بالادستی اور بین الاقوامی دباؤ کے فریم میں دیکھتی ہے وہ کہتے ہیں :

عمرِ نکاح کی حد طے کرنا ریاست کا انتظامی اختیار ہے، تاکہ کم عمری کی شادیوں سے جڑے سماجی وطبی مسائل کم ہوں نیز خواتین اور بچوں کے حقوق کے عالمی معاہدات سے ہم آہنگی رہے ! !

بعض مبصرین کے نزدیک یہ قانون شریعت سے براہِ راست ٹکراؤ نہیں بلکہ انتظامی نوعیت کا ہے، دینی قیادت کی طرف سے اعلانیہ خلاف ورزی ریاستی رٹ کو کمزور کرنے کا سبب بن سکتی ہے ! !

چند سنجیدہ مبصرین یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ پارلیمان نے یہ قوانین دینی حلقوں سے مؤثر مشاورت کے بغیر بنائے جس کی وجہ سے ردِعمل فطری تھا اور یہی خلا اب سیاسی کشیدگی کو بڑھا رہا ہے ! !

دینی و مذہبی اکثریتی طبقہ اس مسئلے کو شرعی اصول، آئینی شق ۲۲۷ اور تہذیبی خودمختاری کے تناظر میں دیکھتے ہیں ان کے نزدیک :

(۱) نکاح کے لیے اٹھارہ سال کی حد فقہی طور پر کسی بھی نص سے ثابت نہیں !

(۲) شادی کی اہلیت کا تعلق بلوغت، عقل اور ذمہ داری سے ہے، نہ کہ مغربی عمر کے عددی پیمانے سے !

دینی طبقہ یہ موقف بھی رکھتا ہے کہ نکاح کے نام پر ظلم، جبر اور ناانصافی کی کوئی گنجائش نہیں ! اگر کہیں کم سنی میں شادی سماجی دباؤ، مالی مجبوری یا عورت پر جبر کا ذریعہ بنے تو وہ یقیناً قابلِ اصلاح اور قابلِ تعزیر ہے، مگر اس کا حل شریعت کو معطل کرنا نہیں بلکہ شرعی نگرانی، خاندانی نظام کی اصلاح اور اخلاقی تربیت ہے ! !

دینی سوچ اور فکر کے حامل اس بات کے بھی قائل ہیں کہ اگر قانون قرآن وسنت سے متصادم ہو تو اس پر خاموشی دینی ذمہ داری سے غفلت ہے اور اصولی مزاحمت ہمارا عین آئینی حق ہے ! !

موجودہ حالات میں اصل خلیج کہاں ہے ؟

آج کا اصل اختلاف اختیارِ قانون سازی، شریعت اور پارلیمان کی ترجیح اور ریاست بمقابلہ مذہب کے سوال پر ہے ! دلچسپ بات یہ ہے کہ سیاسی مبصرین بھی مانتے ہیں کہ یک طرفہ قانون سازی ناکام رہتی ہے اور دینی حلقے بھی تسلیم کرتے ہیں کہ کم عمری میں ظلم، جبر اور استحصال ناقابلِ قبول ہے، یعنی مسئلہ نیت سے زیادہ طریقِ کار کا ہے ! !

آج کے حالات میں عمومی فضا یہ ہے کہ سیاسی حلقے قانون کی سختی پر زور دے رہے ہیں اور

دینی حلقے شریعت کی بالادستی پر قائم ہیں جبکہ قوم کے لیے بہتر راستہ ایسے مشترکہ مکالمہ کے بغیر ممکن نہیں جس میں فقہی لچک نیز آئینی دائرے میں رہتے ہوئے سماجی تحفظ اور قانونِ شریعت کی بالادستی ہو ! جب ایسی مشترکہ کوشش کی جائے گی تو اس مسئلہ کا حل نکالا جاسکتا ہے ! !

آخر میں ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ بحث محض نکاح کی عمر کی نہیں، بلکہ سوال یہ ہے کہ پاکستان کی قانون سازی کی روح اسلامی ہوگی یا درآمد شدہ تصورات کی تابع ؟ مذہبی مکتبِ فکر اس معاملے میں ہمیشہ شریعت کی بالادستی، آئینی حدود اور معاشرتی توازن کے حق میں کھڑا رہا ہے اور ان شاء اللہ یہ فکری استقامت آئندہ بھی برقرار رہے گی ! !

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اس حساس مسئلے پر محض جذباتی نعروں کے بجائے سنجیدہ قومی مکالمہ ہو جس میں شریعت، آئین، سماجی حقائق اور عوامی ضروریات سب کو پیشِ نظر رکھا جائے !

یہ مضمون محض ایک سیاسی ردِ عمل نہیں بلکہ پاکستان میں اسلامی خاندانی نظام کے تحفظ کی ایک فکری روایت کی نشاندہی کرتا ہے ! مذہبی ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے ہمارا مؤقف ہے کہ ایسے حساس اور نازک مسائل پر گفتگو کو محض قانون شکنی یا جذباتیت کے خانوں میں قید کرنے کے بجائے علمی، فقہی اور آئینی تناظر میں دیکھا جانا چاہیے ! !

مسئلہ کم سنی کی شادی سے متوقع نقصانات کا بھی نہیں ہے بلکہ نکاح جیسے شرعی حکم پر قانونی پابندی عائد کرنے کے غیر شرعی فیصلے کا ہے ! کم عمری میں ازدواجی ذمہ داریوں کے نقصانات اپنی جگہ، مگر اس کا حل نکاح پر پابندی نہیں بلکہ شعور اور تربیت ہے ! !

ہمارا موقف ہے کہ پاکستان میں قانون سازی آئین کے تقاضے کے پیشِ نظر قرآن وسنت کے مطابق ہونی چاہیے ! چونکہ شریعت نکاح کے لیے عمر کی کوئی ایسی حد مقرر نہیں کرتی اس لیے اس پر تعزیری پابندی شرعی دائرے میں مداخلت تصور کی جائے گی ! دراصل اس نوعیت کی جملہ قانون سازی مقامی سماجی حکمت کے بجائے بیرونی دباؤ کے تحت ہی عمل میں لائی جاتی ہے ! ! !

❁ ❁ ❁

جامعہ مدنیہ جدید میں تقریب تکمیلِ بخاری شریف

﴿ مولانا عکاشہ میاں صاحب، نائب مہتمم جامعہ مدنیہ جدید ﴾

باسمہٖ سبحانہٗ

''صُفہ'' اسلام کا پہلا مدرسہ ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد قائم فرمایا اور اصحابِ صُفہ اس کے پہلے طلباءِ علوم تھے اور حضور اکرم ﷺ اس کے پہلے مُعلِّم تھے ''جامعہ مدنیہ جدید'' کے دارالحدیث سے بلند ہونے والی صدا قَالَ اللّٰہُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ اسی سلسلے کی ایک کرن ہے ! جامعہ مدنیہ جدید صرف ایک علمی ادارہ نہیں بلکہ کلمہ حق کی بلندی کے لیے ایک اصلاحی اسلامی تحریک بھی ہے ! ادارہ ہر قسم کے تعصّبات سے ہٹ کر قرآن و حدیث کے علوم اور ائمہ کرامؒ کے فقہی اصولوں کی اشاعت کے ذریعے علم کی روشنی پھیلا رہا ہے !

جامعہ مدنیہ جدید کے قیام کا مقصد قرآن و حدیث کے علوم کی اشاعت، فقہی اصولوں کا تعارف، مسلمان نوجوانوں کو اسلامی تہذیب سے آراستہ کرنا، زندگی کے تمام شعبوں میں ایسے ماہر علماء اور مفکرین تیار کرنا جو علیٰ وجہ البصیرت دعوت و تبلیغ اور تحقیق کا کام کر سکیں !

جامعہ مدنیہ جدید روزِ اوّل سے ہی تعلیمی، تبلیغی اور تربیتی بنیادوں پر قائم ہے جامعہ سے متصل خانقاہِ حامدیہ میں تعلیم کے ساتھ ساتھ باطنی و اخلاقی اصلاح و تربیت کا بھی بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے جس کے لیے با قاعدہ خانقاہی نظام قائم ہے ! اس کے علاوہ جدید علوم سے بھرپور استفادہ کے لیے بھی مختلف شعبہ جات قائم ہیں والحمد للہ !

تکمیل بخاری شریف کی اکیسویں تقریب ۲۱ رجب ۱۴۴۷ھ/۱۱ جنوری ۲۰۲۶ء بروز اتوار جامعہ کی مسجدِ حامد، شارع رائیونڈ لاہور میں منعقد ہوئی، بانیٔ جامعہ مدنیہ جدید قطب الاقطاب حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش اور ارادے کی مرحلہ وار تکمیل کا عمل تیزی سے

جاری ہے، اکیس برس میں جامعہ سے ایک ہزار پانچ سو اکسٹھ (۱۵۶۱) علماء سندِ فضیلت حاصل کرکے ملک وبیرون ملک مختلف علاقوں میں دینی خدمات میں مصروف ہیں ، والحمد للّٰہ !

آج قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کی زیر صدارت دورۂ حدیث شریف کے طلباء کو بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھانے کے لیے محفل منعقد کی گئی !

تقریب کا باقاعدہ آغاز صبح دس بجے تلاوتِ کلام پاک سے ہوا، تلاوتِ قرآن کی سعادت قاری حسنین معاویہ نے حاصل کی، بعدازاں دورہ حدیث کے طالب علم محمد عثمان نے ختم بخاری پر نظم پڑھی، سیرت النبی کے موضوع پر دورہ حدیث کے طالب علم محمد عماد صاحب نے تقریر کی، ان کے بعد دورہ حدیث کے طالب علم محمد شرجیل نے مدارس اور علماء کے کردار کے موضوع پر تقریر کی، بعدازاں عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ثانی نے ختم نبوت کے موضوع پر مختصر خطاب فرمایا، نعتِ رسول مقبول ﷺ فاضل جامعہ مولانا غلام اللہ صاحب میواتی نے پیش کی، بعدازاں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہم نے تفصیلی خطاب فرمایا، پہلی نشست کا اختتام محترم پیر رضوان نفیس صاحب کی دعاء سے ہوا !

دوسری نشست کی ابتداء جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی خلیل الرحمٰن صاحب کی تلاوت سے ہوئی، اس کے بعد نعتیہ کلام فاضلِ جامعہ مولانا محمد خبیب صاحب نے پیش کیا اس کے بعد حضرت مولانا زبیر یوسف صاحب نے جامع بیان فرمایا، بعدازاں جامعہ کے دورہ حدیث کے طالب علم غلام محی الدین صاحب نے اہلِ غزہ اور اہلِ اسلام کی ذمہ داری سے متعلق عربی میں بیان کیا، دورہ حدیث کے طالب علم محمد وقار نے نعتیہ کلام پیش کیا، اس کے بعد دورہ حدیث کے طالب علم محمد اویس نے علماء دیوبند کی خدماتِ حدیث بالخصوص بخاری شریف کی خدمت کے موضوع پر بیان کیا، درجہ سادسہ کے طالب علم علی شیر نے ختم نبوت کے موضوع پر بیان کیا، بعدازاں فاضل جامعہ مولانا غلام اللہ صاحب میواتی نے جامعہ مدنیہ جدید کا ترانہ پیش کیا، بعدازاں فاضلِ جامعہ نعتیہ کلام فاضل جامعہ مولانا محمد خبیب صاحب نے پیش کیا۔

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب قریشی مدظلہم نے حجیتِ حدیث پر بیان فرمایا، بعدازاں جمعیة علماء اسلام کے مرکزی جنرل سیکرٹری حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حیدری مدظلہم نے بیان فرمایا بعدازاں استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم نے بیان فرمایا، ان کے بعد مولانا شاہد عمران صاحب عارفی نے نعت پیش کی ، بعدازاں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جالندھری مدظلہم نے بیان فرمایا، آخر میں قائد جمعیة حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھائی اور مختصر علمی بیان فرمایا اس موقع پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم نے ایک طالب علم کا نکاح بھی پڑھایا !

اسٹیج پر موجود مہمانانِ گرامی حضرات میں قائد جمعیة حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم، حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب، استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ مولانا یوسف خان صاحب ، جمعیة کے مرکزی جنرل سیکرٹری حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حیدری، وفاق المدارس العربیہ کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جالندھری، جمعیة کے ڈپٹی جنرل سیکرٹری حضرت مولانا امجد خان صاحب ، شاہین ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، مجاہد تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ثانی، حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب قریشی، قائم مقام امیر جمعیة علماء اسلام پنجاب حضرت مولانا صفی اللہ صاحب، جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا خالد محمود صاحب، استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب، حضرت مولانا سیّد مسعود میاں صاحب ودیگر حضرات موجود تھے۔

اس سال دورۂ حدیث سے فارغ التحصیل ہونے والے 78 طلباءِ کرام کو ناظم تعلیمات و شیخ الحدیث حضرت مولانا خالد محمود صاحب مدظلہم ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہم اور دیگر اساتذۂ کرام نے دستارِ فضیلت پہنائی اور اسباق کی حاضری میں صاحبِ ترتیب طلباء کو انعامات سے نوازا اس موقع پر جامعہ مدنیہ جدید کی طرف سے دستارِ فضیلت حاصل کرنے والے تمام طلباء کو قیمتی کتب تحفہ میں دی گئیں اور اعزازی لوح (شیلڈ) سے بھی نوازا گیا آخر میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہم نے اختتامی دعا فرمائی !

جامعہ مدنیہ جدید میں مختلف شعبے کام کر رہے ہیں : شعبہ حفظ و ناظرہ (بنین و بنات)، تجوید و قراء ت، درسِ نظامی، دارالافتاء، شعبہ عصری علوم (سکول)، شعبہ کمپیوٹر (ابتدائی کمپیوٹر ڈولپمنٹ)، شعبہ نشر واشاعت (ماہنامہ انوارِ مدینہ)، الحامد ٹرسٹ، مُستشفٰی الحامد (ڈسپنسری) اور شعبہ برقیات ! !

اس موقع پر جامعہ میں مسجد حامد کے مشرقی دروازہ کے سامنے "مکتبۃ الحامد" کا اسٹال خصوصی طور پر لگایا گیا تھا جس پر مکتبہ حامد کی مطبوعات "خطباتِ سید محمود میاںؒ، میرے مرشد میرے شیخ، شخصیت و خدمات، علاماتِ قیامت، مقالاتِ حامدیہ (قرآنیات) موجود تھے۔

نتائج سالانہ امتحان دورہ حدیث شریف (۱۴۴۷ھ/ ۲۰۲۶ء)

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد شارع رائیونڈ لاہور ﴾

نمبر شمار	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	تقدیر
1	اسامہ اکرم	محمد اکرم	قصور	404	جید جداً
2	اسامہ خالد	محمد خالد	لاہور	343	جید
3	اظہار انجم	طارق محمود	لاہور	357	جید جداً
4	امان اللہ	گل محمد	سوات	345	جید
5	امیر معاویہ	حفیظ الرحمٰن	مانسہرہ	245	مقبول
6	انعام الحق	فلک شیر فاروقی	ٹوبہ ٹیک سنگھ	243	مقبول
7	انیس الرحمٰن	حق نواز	ایبٹ آباد	291	مقبول
8	اویس اکرم	محمد اکرم	ہری پور	341	جید
9	بلال ہارون	ہارون الرشید	لاہور	346	جید
10	حافظ محمد ابوبکر	حافظ عبدالرحمٰن	لاہور	288	مقبول
11	حافظ محمد ماجد	محمد امین	لاہور	263	مقبول
12	حذیفہ طارق	طارق سردار	لاہور	401	جید جداً

13	حسیب اللہ	حفیظ اللہ	یاوان	510	ممتاز
14	حق نواز	شیر خان	گلگت	261	مقبول
15	حمزہ	محمد سرور	لاہور	260	مقبول
16	ذیشان راجا	محمد طلحہ	کراچی	253	مقبول
17	زبیر	منور حسین	لاہور	266	مقبول
18	شاہ زمان	عبدالحکیم	چاغی	273	مقبول
19	شاہ فیصل	غلام ربانی	چترال	254	مقبول
20	شمس الرحمٰن	زائیت اللہ	ڈومیل	278	مقبول
21	ضیاء العارفین	نصیر احمد ضیاء	شیخوپورہ	356	جید جداً
22	عامر علی	لیاقت علی	قصور	527	ممتاز (دوم)
23	عبدالباسط یونس	محمد یونس خان	ہری پور	330	جید
24	عبدالجبار	رسول بخش	لاڑکانہ	291	مقبول
25	عبدالحنان	عبداللہ	قصور	262	مقبول
26	عبدالرازق	مولانا معراج الدین	ڈیرہ اسماعیل خان	249	مقبول
27	عبدالرحیم ندیم	مولوی عبدالغنی	شکارپور	306	جید
28	عبدالصبور	محمد سبحان	شمالی وزیرستان	345	جید
29	عبدالواجد	خلیل احمد	قصور	263	مقبول
30	عبدالوحید	عبدالرشید	مظفرگڑھ	254	مقبول
31	عثمان حیدر	کلیم اللہ	مظفرگڑھ	244	مقبول
32	عرفان علی	محراب	بدین	246	مقبول
33	علی حسن	محمد افضل	اوکاڑہ	477	ممتاز
34	غلام رسول	عبدالغفور	لاہور	256	مقبول

35	غلام محی الدین	عبدالرؤف	سوات	569	ممتاز (اوّل)
36	فرمان علی	محمد انور	نارووال	283	مقبول
37	کریم اللہ	روح اللہ	کوئٹہ	500	ممتاز
38	کلیم اللہ	محمد رفیق	لاہور	297	مقبول
39	مبشر احمد	صفی اللہ	مہمند ایجنسی	485	ممتاز
40	محمد	شیخ محمود الحسن	لاہور	450	جید جداً
41	محمد ابرار	سار گل	جنوبی وزیرستان	377	جید جداً
42	محمد ابراہیم	محمد اکرم	خانیوال	245	مقبول
43	محمد ابوبکر معاویہ	محمد اقبال	گوجرانوالہ	308	جید
44	محمد احمد اختر	محمد اختر	قصور	317	جید
45	محمد احمد حسن	محمد عباس	قصور	239	مقبول
46	محمد اشتیاق	محمد عثمان	قصور	256	مقبول
47	محمد اظہر الطاف	الطاف حسین	لاہور	362	جید جداً
48	محمد اعجاز	گل ولی	چترال	436	جید جداً
49	محمد اعظم	ہاشم خان	سوات	300	جید
50	محمد بابر	محمد اسلم	لاہور	289	مقبول
51	محمد بلال	محمد حنیف	قصور	267	مقبول
52	محمد جمشید	محمد اقبال	بٹگرام	328	جید
53	محمد جنید	محمد رفیق	لاہور	249	مقبول
54	محمد حذیفہ	نیاز محمد	کراچی	332	جید جداً
55	محمد حمدان	محمد شریف	لاہور	246	مقبول
56	محمد سعد طارق	محمد طارق	لاہور	329	جید

57	محمد شرجیل صدیقی	عبدالمالک	مظفرگڑھ	392	جید جداً
58	محمد شفیق	حکم خان	کوہاٹ	527	ممتاز (دوم)
59	محمد شکیل	محمد فرزند علی	قصور	244	مقبول
60	محمد ضیاالرحمٰن	محمد بلال	مظفرگڑھ	328	جید
61	محمد طلحہ	محمد قاسم	لیہ	253	مقبول
62	محمد طلحہ	نور احمد شاکر	لاہور	252	مقبول
63	محمد طیب	عبدالرحمٰن	ڈیرہ غازی خان	356	جید جداً
64	محمد عباس	فرید اللہ	شانگلہ	515	ممتاز (سوم)
65	محمد عبدالباسط	محمد ریاض	قصور	271	مقبول
66	محمد عثمان	حسین احمد	فیصل آباد	288	مقبول
67	محمد عدنان شاہد	شاہد علی	قصور	294	مقبول
68	محمد عدیل	رحمت علی	قصور	373	جید جداً
69	محمد عرفان	محمد مہربان	ڈیرہ اسماعیل خان	270	مقبول
70	محمد عکاشہ	غلام قادر	ڈیرہ غازی خان	331	جید
71	محمد عماد خان	محمد ایوب	پونچھ	288	مقبول
72	محمد فرقان زاہد	محمد زاہد طاہر	ٹوبہ ٹیک سنگھ	515	ممتاز (سوم)
73	محمد قاسم	محمد اکرم	گوجرانوالہ	244	مقبول
74	محمد مجاہد	عبدالمنان	قصور	302	جید
75	محمد وقار	اللہ دین	لاہور	276	مقبول
76	محمود یٰسین	محمد یٰسین	پاکپتن	312	جید
77	نبیل اختر	اختر جاوید	لودھراں	297	جید
78	ہدایت اللہ	اولیاء خان	لاہور	303	جید

اخبار الجامعہ

《 ڈاکٹر محمد امجد صاحب ، ناظم جامعہ مدنیہ جدید 》

۱۳؍ رجب المرجب ۱۴۴۷ھ/ ۳؍ جنوری ۲۰۲۶ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں سالانہ امتحانات کا انعقاد ہوا اور ۲۲؍ رجب المرجب ۱۴۴۷ھ/ ۱۲؍ جنوری ۲۰۲۶ء سے جامعہ میں سالانہ تعطیلات ہوئیں

۲۱؍ رجب المرجب ۱۴۴۷ھ/ ۱۱؍ جنوری ۲۰۲۶ء بروز اتوار جامعہ میں ''ختم بخاری شریف ودستار بندی'' کی پُر وقار تقریب صبح گیارہ بجے شروع ہو کر مغرب کے قریب اختتام پزیر ہوئی والحمد للّٰہ ! اس موقع پر مہمانِ خصوصی قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے طلباء میں انعامات اور شیلڈز تقسیم کیے اور دستار بندی بھی فرمائی۔

۱۷؍ جنوری ۲۰۲۶ء بروز ہفتہ امتحانی مرکز جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات منعقد ہوئے جس میں بشمول جامعہ مدنیہ جدید کل 106 طلباء نے شرکت کی۔

۴؍ شعبان المعظم ۱۴۴۷ھ/ ۲۴؍ جنوری ۲۰۲۶ء بروز ہفتہ حسب سابق جامعہ مدنیہ جدید میں استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہم نے دورہ صرف ونحو کا آغاز کیا والحمد للّٰہ

☆

۵؍ جنوری کو جامعہ مدنیہ جدید کے نائب مہتمم مولانا عکاشہ میاں صاحب ، جامعہ معہد الخلیل کراچی کے استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی سلیمان یٰسین صاحب سے ملاقات کے لیے محترم عتیق انور صاحب کے گھر ماڈل ٹاؤن تشریف لے گئے جہاں پر ان حضرات نے عشائیہ میں شرکت فرمائی۔

۵؍ جنوری کو جامعہ مدنیہ جدید کے نائب مہتمم مولانا عکاشہ میاں صاحب جامعہ اشرفیہ کے سابق مہتمم حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب اشرفی رحمہ اللہ کی نمازِ جنازہ میں شرکت فرمانے کے لیے جامعہ اشرفیہ تشریف لے گئے۔

۱۵؍ جنوری کو مولانا عکاشہ میاں صاحب ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب رحمہ اللہ

کے خلیفہ ومجاز، فاضل جامعہ مولانا محمد سعد کلیم صاحب کی والدہ صاحبہ کے جنازہ میں شرکت کے لیے کاہنہ انمول سوسائٹی تشریف لے گئے۔

۲۰/ جنوری کو جامعہ مدنیہ جدید کے استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی خلیل الرحمٰن صاحب عمرہ کی سعادت کے لیے تشریف لے گئے۔

۲۰/ جنوری کو جامعہ مدنیہ جدید میں حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی کے جانشین حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب درخواستی سرپرست جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب و مہتمم جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور اور حضرت مولانا امجد خان صاحب مرکزی ڈپٹی جنرل سیکرٹری مع رفقاء جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے، مولانا عکاشہ میاں صاحب سے شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ کی تعزیت فرمائی اور دعائے خیر فرما کر واپس تشریف لے گئے۔

۲۱/ جنوری کو جامعہ مدنیہ جدید میں مولانا عمر فاروق صاحب مدینہ منورہ سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور دو دن خانقاہ میں قیام فرمایا اور مولانا عکاشہ میاں صاحب سے ملاقات کی بعد ازاں واپس تشریف لے گئے۔

۲۲/ جنوری کو آس اکیڈمی کے مہتمم مولانا محمد منور صاحب صدیقی جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور مولانا عکاشہ میاں صاحب سے ملاقات کی اور مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوا۔

۲۶/ جنوری کو مہتمم جامعہ اسلامیہ نصرت الاسلام و جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات گلگت بلتستان حضرت مولانا قاضی نثار احمد صاحب مدظلہم جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہم سے ملاقات کی اور دورہ صرف ونحو کے طلباء سے بیان فرمایا، بعد ازاں خانقاہ حامدیہ میں مولانا عکاشہ میاں صاحب سے حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ کی تعزیت فرمائی۔

وفیات

موت العالِم موت العالَم

☆ ١٤ رجب المرجب ١٤٤٧ھ/٤ جنوری ٢٠٢٦ء بروز اتوار بانی جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسریؒ کے فرزند و مہتمم جامعہ اشرفیہ حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب اشرفی رحمہ اللہ طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئے ! اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آپ کی پوری زندگی دین اسلام کی خدمت اور سنت نبوی کے فروغ کے لیے وقف رہی اللہ تعالیٰ آپ کے تلامذہ، متعلقین اور تمام وابستگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے، آمین

☆ ٥ جنوری ٢٠٢٦ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ کے خلیفہ ومجاز، فاضل جامعہ مولانا محمد سعد کلیم صاحب کی والدہ صاحبہ مختصر علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئیں۔

☆ ٢٧ جنوری کو شیخ القراء جامعہ مدنیہ حضرت قاری محمد ادریس صاحب مدظلہم کے بڑے بھائی، رائیونڈ شعبہ حفظ مکتب کے قدیم اُستاد قاری عبداللہ صاحب طویل علالت کے بعد رائیونڈ میں انتقال فرما گئے۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ

محمود الملّة و الدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں نور اللہ مرقدہٗ

کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین و دروس جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے اور سنے جا سکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67

جامعہ مدنیہ جدید کا زیرِ تعمیر دارالاقامہ (ہاسٹل)

+92 333 4249301
+92 335 4249302
+92 333 4249302
jamiamadniajadeed
jmj786_56@hotmail.com
jamiamadnia.jadeed
jmj_raiwindroad
jamiamadniajadeed.org